قربانی

کے

صرف تین دِن میں

مصنف

حافظ علامہ محمد حبیب اللہ ڈیروی

ناشر

مکتبہ امدادیہ معرفت مسلم دندان ساز

کمشنری بازار شہر ڈیرہ اسماعیل خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

ایام قربانی (یعنی قربانی کتنے دن تک درست ہے) کے متعلق حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی غیر مقلد مرحوم نے الاعتصام لاہور جلد ۶ شمارہ ۴/۵ ۳ ستمبر ۱۹۵۴ء بمطابق ۴ محرم ۱۳۷۴ھ میں ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی کہ قربانی چار دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ تک) درست ہے مولانا موصوف کا یہ مضمون اب فتاوی علمائے حدیث ص ۱۶۶ ج ۱۳ تا ص ۱۷۲ میں درج ہے مولانا موصوف کے خود اپنے مضمون ہی سے ان کے مقصد میں ان کی ناکامی و نامرادی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے چنانچہ مولانا موصوف حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے صاف لفظوں میں اقرار کرتے ہیں۔ جبیر بن مطعم کی حدیث مختلف طرق سے مقطوع مرفوع ثقات ضعاف سب سے مروی ہے تمام طرق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے (فتاوی علمائے حدیث ص ۱۶۶ ج ۱۳) نیز فرماتے ہیں:

"بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں بلکہ مؤید ہے" (فتاوی علمائے حدیث ص ۱۷۱ ج ۱۳)

لیکن اس اقرار کے باوجود کہ چوتھے دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ) کو قربانی کرنے کے لیے کوئی صحیح حدیث موجود نہیں پھر بھی مولانا موصوف چوتھے دن کی قربانی والے مسلک کو راجح خیال فرماتے ہیں۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)۔

ہمارے شیخ مکرم استاذ محترم حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے مولانا سلفی مرحوم کے مضمون کا تعاقب کرتے ہوئے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۵۴ء میں اس کا جواب "مسئلہ قربانی" کے نام سے تحریر فرمایا تھا جس میں ہمارے شیخ مکرم نے مولانا موصوف سے یہ شکایت بھی کی تھی کہ انہوں نے فریق مخالف کے حق نازیبا الفاظ (مثلاً کم فہم متعصب چوتھے دن کی قربانی کا انکار جہالت وغیرہ) استعمال کئے ہیں حالانکہ تین دن کی قربانی یعنی ۱۲ ذوالحجہ تک صحیح حدیث اور صحابہ کرامؓ کے اقوالِ صحیحہ سے ثابت ہے اور تین دن کے بعد قربانی کرنے کی منع بھی واضح طور پر موجود ہے۔ بہرحال اس موضوع پر مولانا سلفی مرحوم کے ایک شاگرد مولانا محمد قاسم خواجہ صاحب نے بھی ایک رسالہ "ایام قربانی" کے نام سے تحریر فرمایا تھا لیکن وہ بھی اپنے مقصد میں بری طرح ناکام رہے چنانچہ خواجہ صاحب "چار دن کی قربانی والی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں تمام طرق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے الخ (ایام قربانی ص ۱۵)

پھر خواجہ صاحب کے رسالہ کے جواب میں سیف یزدانی رسالہ لکھا گیا اور خواجہ صاحب کو خاموش کر دیا گیا یہ رسالہ ہمارے شیخ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب کے افادات سے تھا۔

خواجہ صاحب بھی اس روایت کو صحیح ثابت نہیں کر سکے اس لیے واضح الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں "جامعہ اسلامیہ کے محترم استاذ حافظ محمد الیاس اثری صاحب نے اپنی حالیہ تصنیف "القول الانیق فی توضیح ایام التشریق" میں ان تمام اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے

جو جبیر بن مطعمؓ والی روایت کی سند پر کئے جاتے ہیں اور اسے صحیح ثابت کیا ہے (ایام قربانی ص۱۶)

حضرت جبیرؓ بن مطعم والی روایت کو صحیح ثابت کرنا کوئی آسان کام نہیں اگر یہ اتنا آسان ہوتا تو مولانا سلفی مرحوم اس کو ہرگز ضعیف قرار نہ دیتے" اس پر بحث اپنے مقام پر تسلی بخش طریقہ سے آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس موضوع پر مولانا عبید اللہ عفیف غیر مقلد کا بھی ایک مضمون "قربانی کتنے دنوں تک جائز ہے"۔ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۳۱ جولائی و ۷ اگست ۱۹۸۷ء میں مفصل طور پر درج ہے نیز اس موضوع پر مولانا محمد اعظم صاحب غیر مقلد مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ نے بھی اپنے رسالہ "مسائل قربانی" کے ص۳۸ تا ص۴۰ میں ایک مضمون "قربانی کے چار دن" کے عنوان کے تحت درج فرمایا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اس موضوع پر غیر مقلدین حضرات کے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب آف گوجرانوالہ امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان نے بھی ایک رسالہ "مسائل قربانی" کے نام سے دلے با ناخواستہ تحریر فرمایا ہے اور اپنے علمی کمالات کو اس رسالہ میں خوب ظاہر فرمایا ہے جن کا ذکر مفصلاً اپنے مقام پر آرہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر جرأت اور بہادری یہ ہے کہ یہ دونوں رسالے یعنی القول الانیق فی توضیح ایام التشریق مؤلفہ مولانا محمد الیاس صاحب اثری اور مسائل قربانی مؤلفہ شیخ الحدیث صاحب موصوف بذریعہ ڈاک ہمارے استاذ محترم شیخ مکرم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ کو ارسال کر کے جواب کا مطالبہ کیا گیا جس کی بنا پر راقم الحروف نے اس کا جواب ضروری سمجھا تاکہ اس مسئلہ کو

ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کر کے اس کی اصل حقیقت کو واضح کر دیا جائے۔

ے بُلاتی ہیں موجیں کہ طوفان میں اتر و
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

قربانی کس دن میں سنّت ہے

دسویں ذوالحجہ کو یَوۡمُ النَّحۡرِ (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اسی تاریخ کو قربانی کی ہے حافظ محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں:

"یہ بات ملحوظ رہے کہ یوم النحر ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی قربانی افضل، اعلیٰ اور اولیٰ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنّت اور زندگی کا معمول ہے" (بخاری) القول الانیق ص

مولانا محمد اعظم صاحب لکھتے ہیں:

"قربانی عید کے دن افضل و اعلیٰ ہے کیونکہ آنحضرت کا ہمیشہ عمل یہی تھا کہ آپ نے عید کے دن ہی قربانی کی۔ بلکہ سو اونٹ کی قربانی بھی آپ نے پہلے دن ہی کی۔ اس لیے افضل پہلا دن ہے"

استاد محترم حضرت علامہ ابو البرکات احمد صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کا فتویٰ دہ فرماتے ہیں کہ دراصل قربانی عید کے دن ہی ہوتی ہے کیونکہ کتب احادیث میں صحیح سندوں کے ساتھ آنحضرت کا فرمان موجود ہے اَوَّلُ مَانَبۡدَأُ فِیۡ یَوۡمِنَا هٰذَا الصَّلٰوةُ ثُمَّ نَرۡجِعُ فَنَنۡحَرُ (عید کے دن سب سے پہلے ہم جس عمل کو شروع کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر ہم لوٹ کر قربانی ذبح کرتے ہیں۔ یہ واضح دلیل ہے

کہ نماز کے بعد جاکر جو قربانی کو باندھ کر رکھے تاکہ قربانی دوسرے دن کرے اس نے اس مذکورہ حدیث پر عمل نہیں کیا۔ احادیث میں مذکور ہے کہ اگر پہلے دن قربانی میسر نہ ہو تو دوسرے دن اگر دوسرے دن بھی میسر نہ آئے تو تیسرے دن اگر تیسرے دن بھی میسر نہ آئے تو چوتھے دن کرنی درست ہے۔ اگر پہلے دن سب کچھ تیار ہو تو دوسرے یا تیسرے دن کے لیے رکھنا درست نہیں ہے اس سے دوسرے یا تیسرے دن قربانی سے ثواب میں فرق ضرور پڑے گا۔

(فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۵۵، ۲۵۶) (مسائل قربانی ص ۳۹ تا ۴۰)

تبصرہ : مولانا برکات احمد صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ احادیث میں مذکور ہے اگر پہلے دن قربانی میسر نہ ہو تو دوسرے دن الخ راقم الحروف کو ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملی جس میں یہ الفاظ اور اس ترتیب سے قربانی کا ذکر کیا گیا ہو مولانا موصوف پر لازم ہے کہ وہ ایسی حدیث پیش کریں ورنہ غلط بیانی سے رجوع فرمائیں اور نہ کسی حدیث میں صراحتہ" یہ مذکور ہے کہ اگر قربانی تیسرے دن میسر نہ ہو تو چوتھے دن قربانی کریں۔ البتہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں ۱۰۔۱۱۔۱۲۔ ذبح کر ان تین دنوں میں سے جس میں تو چاہے البتہ افضل پہلا دن ہے۔ بہرحال پہلے دن یعنی دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا سنت ہے اور افضل ہے گیارھویں اور بارھویں کو قربانی کرنا رخصت و جائز ہے لیکن افضل نہیں اس لیے بغیر کسی مجبوری کے قربانی کو مؤخر نہ کیا جاوے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۱۰ ج ۱۲ تا ص ۱۱ میں شوافع کا اختلاف نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی ایک قربانی سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ پہلے ہی دن یعنی دس ذوالحجہ کو سب قربانیاں کرے یا مختلف قربانی کے دنوں میں وہ قربانیاں تقسیم کرکے کرے امام نوویؒ سے

سے نقل کیا ہے کہ اس طرح مختلف دنوں میں قربانیاں کرنا مسکینوں کو زیادہ نفع مند ہے لیکن سنّت کے خلاف ہے حافظ صاحبؒ امام نوویؒ پر گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں پہلے دن ۲ قربانیوں کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کرتے تھے اسی طرح اگر کوئی آدمی پہلے دن ۲ جانور ذبح کر لے اور باقی جانوروں کو دوسرے قربانی کے دنوں میں ذبح کرے تو اس سے سنّت کی مخالفت کیسے لازم آتی ہے۔ بہر حال چوتھے دن کی قربانی نہ تو کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے نہ کسی صحابیؓ کے صحیح فرمان سے ثابت ہے اس لیے چوتھے دن کی قربانی درست نہیں۔ غیر مقلدین حضرات کو چاہیئے کہ وہ دائمی سنت پر عمل کریں اور سنت کی مخالفت ترک کر دیں۔

قربانی کتنے دنوں تک درست ہے

بعض حضرات کے ہاں قربانی صرف دس ذوالحجہ کے دن ہے اس کے بعد قربانی درست نہیں چنانچہ حمیدؒ بن عبدالرحمن محمدؒ بن سیرینؒ سعیدؒ بن جبیر ابوالشعثاءؒ جابر بن زید الازدی (یہ چاروں صاحبان تابعی ہیں) داؤد ظاہریؒ کا یہی مسلک ہے کہ قربانی صرف دس ذوالحجہ کو ہے اس کے بعد قربانی درست نہیں البتہ سعید بن جبیرؒ و جابر بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ شہروں کے اندر رہنے والوں کے لیے تو یہی حکم ہے کہ صرف دس ذوالحجہ کو قربانی کریں لیکن منیٰ کے مقام پر حاجیوں کے لیے تین دن (یعنی ۱۰-۱۱-۱۲) میں قربانی کرنا جائز ہے (ملاحظہ ہو فتح الباری ص ۸ ج ۱۰ و مرعاۃ المفاتیح ص ۳۶۴ الجزء الثانی الجزء الثالث) امام بخاری کا رجحان بھی دس ذوالحجہ میں قربانی کرنے کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ باب قائم کرتے ہیں۔ بَابُ مَنْ قَالَ اَلْاَضْحٰی یَوْمُ النَّحْرِ (صحیح بخاری ص ۸۳۲ ج ۲)

اور مشہور ہے فِقْہُ الْبُخَارِیْ فِیْ تَرَاجِمِ الْبُخَارِیْ (امام بخاریؒ کی فقہ ان کے قائم کردہ ابواب کے عنوان میں موجود ہوتی ہے)

دوسرا مسلک جمہور علماء کرامؒ کا ہے

جمہور علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ قربانی کے صرف تین دن ہیں (۱۰، ۱۱، ۱۲) لیکن ذوالحجہ کی تیرہویں کو قربانی درست نہیں ہے امام محمدؒ فرماتے ہیں۔

اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال اَلْاَضْحٰی ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ یَوْمُ النحر ویومان بعده قال محمد وبه نأخذ وهو قول ابی حنیفة۔ (کتاب الآثار ص۱۳۵)

ہمیں امام ابوحنیفہؒ نے حضرت حمادؒ سے خبر دی وہ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ قربانی کے تین دن ہیں دس ذوالحجہ اور دو دن اس کے بعد امام محمدؒ فرماتے ہیں ہمارا بھی اسی پر عمل ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کا فرمان بھی یہی ہے

امام ابو یوسفؒ بھی کتاب الآثار ص۶۱ میں حضرت ابراہیم تابعیؒ سے اسی طرح نقل کرتے ہیں امام اعمشؒ فرماتے ہیں۔

"میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے کوئی بات ایسی نہیں سنی جو انہوں نے صرف اپنی رائے سے ہی کہی ہو (سنن دارمی ص۴۵)

مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث شریف اور صحابہ کرامؓ کے عمل و فرمان کے مطابق بات کرتے ہیں۔

امام مالکؒ کا مسلک بھی یہی ہے چنانچہ امام مالکؒ حضرت نافعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے قربانی دو دن ہے قربانی کے دن یعنی دس ذوالحجہ کے بعد امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا مسلک بھی یہی ہے (مؤطا امام مالک ص۴۹۷)

امام مالکؒ کے طریق سے یہ دونوں اثر سنن بیہقی ص۲۹۷ ج۹ مشکوٰۃ ص۱۲۹ میں بھی موجود ہیں۔ مالکیہ حضرات کی مشہور کتاب المدونۃ الکبری ص۲۷ ج۲ میں ہے۔

(قلت) ارأیت النحر	سحنونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے
کم هو فی	امام عبدالرحمن بن قاسم تلمیذ
قول مالك قال ثلثة	امام مالکؒ کو کہا کہ آپ یہ
ایام یوم النحر	خبر دیں کہ امام مالکؒ کے
ویومان بعده	فرمان میں قربانی کتنے دنوں
ولیس الیوم الرابع	تک ہے تو فرمایا کہ تین دن
من ایام الذبح	ہیں یعنی ۱۰ ذوالحجہ کے بعد دو
وان کان الناس	دن ہیں چوتھا دن یعنی ۱۳ ذوالحجہ
بمنی فانه لیس	قربانی کے دنوں میں سے نہیں اگرچہ
من ایام الذبح	حاجی لوگ منی کے مقام پر موجود
	ہوں کیونکہ یہ دن قربانی کے دنوں میں !

امام احمدؒ کا مسلک بھی یہی ہے۔ علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ عیدالاضحی کے بعد قربانی کے صرف دو دن باقی رہ جاتے ہیں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ کا فرمان یہی ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے بے شمار صحابہ کرام سے یہی مروی ہے امام مالکؒ وسفیان ثوریؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ ایام قربانی تین ہیں اس پر ایک قسم کا اجماع واقع ہوچکا ہے اور اس پر ہمارے لیے دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ آپ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا جب چوتھے دن گوشت رکھنا ہی منع ہے تو قربانی کیونکر جائز ہوسکتی ہے۔

(مغنی ابن قدامہ صفحہ ۱۱۴ ج ۱۱)

مشہور غیر مقلد عالم عبید اللہ مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔

وروی هذا عن علی و عمر وابن عباس وابی هریرة و انس کمافی المحلی ص۳۷۷ ج۷ وحکی ابن القیم وابن قدامة عن احمد انہ قال هو قول غیر واحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکرہ الاثرم عن ابن عباس۔ (مرعاۃ شرح مشکوۃ ص۳۶۴ ج۳)

اور یہی بات کہ قربانی صرف تین دن ہے روایت کیا گیا ہے حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ و حضرت ابن عباسؓ و حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت انس سے جیسا کہ محلی ابن حزم ص۳۷۷ ج۷ میں ہے اور ابن قیمؒ و ابن قدامہؒ حضرت امام احمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار صحابہ کرامؓ کا یہی مسلک ہے اور محدث اثرمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔

اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

وذکرہ ابن وھب عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (عمدۃ القاری شرح البخاری ص۱۴۷ ج۲۱)	اور ابن وہب مالکیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن الترکمانیؒ فرماتے ہیں:

وفی نوادر الفقہاء لابن بنت نعیم اجمع الفقہاء ان التضحیۃ فی الیوم الثالث عشر غیر جائزۃ الا الشافعی فانہ اجازھا۔ (الجوھر النقی مع البیھقی ص۲۹۷ ج۹)	کہ ابن بنت نعیمؒ کے نوادر الفقہاءؒ میں ہے کہ فقہاء کرامؒ کا اجماع ہے کہ تیرہویں ذوالحجہ کو قربانی درست نہیں مگر امام شافعیؒ کے ہاں جائز ہے۔

حافظ محمد الیاس اثری صاحب فرماتے ہیں۔ یہ تینوں اقوال (حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ اور حضرت عمرؓ کا) سنداً صحیح و درست ہیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے تو اس کے ہوتے ہوئے ہمیں ان اقوال پر بنیاد قائم نہیں کرنی چاہیے۔ اعتراض کیا ان اصحاب رسول کا یہ قول حدیث کے خلاف ہے۔

جواب

ان اصحاب پیغمبر کے بارے میں یہ ذہن رکھنا نہ صرف یہ کہ صحیح نہیں ہے بلکہ گمراہی ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حدیث مذکور ان کو ملی نہیں ہوگی ورنہ اصحاب الرسول کا تقدس مجروح ہو جائے گا جو ان کے عمل و تبلیغ کے خلاف ہے

جس کی وجہ سے ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی ڈگری مل چکی ہے (القول الانیق ص۸)

حافظ اثری صاحب نے حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ حضرت ابن عمرؓ کی سندوں کو صحیح و درست تسلیم کرلیا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ حدیث کی مخالفت نہیں کرتے تھے لیکن اثری صاحب نے یہ عذر کیا ہے ان حضرات کو حدیث مذکور ملی نہ ہوگی لیکن حدیث مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ثابت ہی نہیں تو ملنے نہ ملنے کی بحث اور عذر فضول ہے بلکہ صحابہ کرامؓ کے عمل سے یہ ثابت ہوگیا کہ چوتھے دن کی قربانی کسی حدیث سے ثابت نہیں ورنہ وہ حضرات اس کی مخالفت ہرگز نہ کرتے۔

چند اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض نمبر۱

حضرت علیؓ سے امام مالکؒ کا تین دن کی قربانی کی روایت نقل کرنا بے سند ہے۔

الجواب

حضرت علیؓ کا اثر سند کے ساتھ بھی حدیث کی کئی کتابوں میں موجود ہے چنانچہ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

واخرج عبد بن حمید	اور محدث عبد بن حمید اور
وابن ابی الدنیا و	محدث ابن ابی الدنیاؒ اور
ابن ابی حاتم عن علی	محدث ابن ابی حاتمؒ نے
بن ابی طالب	اپنی سند سے حضرت علیؓ سے

قال الایام المعدودات ثلثة ایام یوم الاضحی و یومان بعدہ اذبح فی ایھا شئت و افضلھا اولھا۔ (درمنثور ص ۲۳۴/۱ و بمثلہ فتح القدیر) (ابن کثیر ص ۲۴۲)

روایت کیا ہے کہ ایام معدودات (جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے) سے مراد تین دن قربانی کے ہیں ۱۰-۱۱-۱۲ ان میں سے جس میں تو چاہے ذبح کر لیکن افضل پہلا دن ہے۔

خود حافظ محمد الیاس صاحب اثری نے بھی حضرت علیؓ کا یہ اثر محلی ابن حزم ص ۳۷۷/۷ کے حوالہ سے نقل کیا ہے جو کہ سند متصل کے ساتھ ہے البتہ اثری صاحب نے اس سند کے ایک راوی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی پر جرح نقل کی ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ لیکن ضعف کی وجہ حافظہ کی خرابی ہے باقی یہ راوی سچا ہے۔

خیانت

اثری صاحب نے لا یتھم بشئی من الکذب (کہ یہ راوی جھوٹ کے ساتھ متہم نہیں کیا گیا) اس عربی والے جملہ کو نقل کر کے اردو میں اس کا ترجمہ نہیں کیا دیکھئے القول الانیق ص ۳۵ ۔ راقم الحروف نے نور الصباح ص ۱۲۴ تا ص ۱۲۷ میں اس راوی کی تعدیل و توثیق کے بارے میں ائمہ کرامؒ کے اقوال نقل کئے ہیں۔ یہ راوی حسن درجہ کا ہے جب تک اس راوی کی خطاء دلائل سے واضح نہ ہو جائے اتنے تک اس کی حدیث قابل عمل ہے اور حضرت علیؓ کے اس فرمان کے نقل کرنے میں ان سے کوئی خطاء واقع نہیں ہوئی کیونکہ چار دن قربانی کرنے کی کوئی روایت حضرت علیؓ سے مروی نہیں نہ سند

ضعیف ہے اور نہ سند صحیح ہے۔ ابن قیمؒ ونوویؒ نے البتہ حضرت علیؓ سے ایک روایت چار دن قربانی کرنے کی نقل کی ہے لیکن یہ بالکل بے سند بات ہے غیر مقلدین حضرات کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس کی سند بیان کریں لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اعتراض نمبر ۲

حافظ محمد الیاس اثری صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کو محلی ابن حزم ص ۳۷ ج ۷ کے حوالہ سے نقل کر کے اس کی دونوں سندوں پر جرح کی ہے دیکھئے القول الانیق ص ۲۷ تا ص ۲۸۔

الجواب

حافظ اثری صاحب نے رسالہ مذکور کے ص ۲۹ میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت کو مؤطا امام مالک سے یوں ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ قربانی۔ دس۔ گیارہ اور بارہ تاریخ تک ہے اور پھر ص ۳۰ فرماتے ہیں: سنداً صحیح و درست ہے۔ جب اثری صاحب نے ایک سند کو صحیح مان لیا تو باقی سندوں پر جرح کرنا فضول اور عبث کام ہے بلکہ اس صحیح سند کی بناء پر وہ ضعیف سندیں بھی حسن بن جائیں گی۔

لطیفہ

حافظ اثری صاحب نے محلی ابن حزم ص ۳۷ ج ۷ سے ابن عمرؓ کی ایک روایت یوں نقل کی ہے۔

من طریق وکیع عن — وکیع عبداللہ بن نافع عن
عبد اللہ ابن نافع عن — ابیہ ابن عمرؓ سے نقل کرتے

ابیہ عن ابن عمر	ہیں یوم النحر۔ گیارہویں اور
قال ما ذبحت یوم النحر	بارہویں تاریخ ہیں میرا ذبحہ
والثانی والثالث	قربانی ہے۔
فہی الضحایا۔	(القول الانیق ص۳۷ تا ص۳۸)

قارئین حضرات نے اثری صاحب کے ترجمہ کئے ہوئے خط کشیدہ الفاظ کو دیکھ لیا ہوگا اب ذرا صحیح ترجمہ بھی ملاحظہ کریں جو جانور۔ دس۔ گیارہ۔ بارہ تاریخ ہیں ذبح کئے جائیں پس وہ قربانی کے جانور ہیں۔ مَا ذِبِحَتْ کو اثری صاحب نے مَا ذَبَحْتُ بنا دیا ہے (بہت خوب)

ع ڈور کو سلجھا رہے ہیں اور سرا ملتا نہیں

اعتراض نمبر۳

اثری صاحب نے حضرت ابن عباسؓ کے اثر کو محلی ص۴۷ سے نقل کر کے اس کی دونوں سندوں پر جرح کی ہے (القول الانیق ص۳۶)

الجواب

ایک سند ہیں ابن ابی لیلیٰ ہے یہ راوی حسن درجہ کا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور دوسری سند اگر ضعیف بھی ہو تب بھی پہلی سند کی مؤید بن جائے گی اور پہلی سند ہیں اور زیادہ قوت پیدا ہو جائے گی۔ علامہ ابن الترکمانیؒ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

وقد ذکر الطحاوی فی	اور امام طحاویؒ نے احکام
احکام القرآن بسند جید	القرآن ہیں جید سند (یعنی عمدہ
عن ابن عباس قال	سند) کے ساتھ حضرت ابن
الاضحی یومان بعد	عباسؓ سے روایت کیا ہے

یوم النحر ۔ — کہ قربانی دس ذوالحجہ کے بعد

(الجوھر النقی مع بیہقی ص۲۹۶ ج۹) د — دو دن میں کی جا سکتی ہے ۔

(عمدۃ القاری شرح البخاری ص۱۴۸ ج۲۱)

سوال

حضرت ابن عباسؓ سے چار دن کی قربانی کی روایت سنن بیہقی ص۲۹۶ ج۹ میں موجود ہے حافظ محمد الیاس اثری صاحب نے بھی اس روایت کو اپنے رسالہ "ایام قربانی ص۱۲" میں پیش کر کے ضعیف تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے ۔ ہمارے دعوے کی بنیاد حضرت ابن عباسؓ کے قول مذکور پر نہیں ہے ۔

الجواب

یہ روایت صرف ضعیف ہی نہیں بلکہ ڈبل ضعیف ہے یعنی من گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی طلحۃ بن عمرو واقع ہے علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں :

طلحة بن عمرو المکی — طلحہ بن عمرو مکی بہت بڑا
وھو کذاب (محلی ص۳۴۸ ج۵ — جھوٹا ہے ۔
الجزء الثامن مسئلہ ۱۲۹۵ (فی وصیۃ المریض)

نیز فرماتے ہیں :

فطلحة مشھور بالکذب — طلحہ راوی سفید جھوٹ بولنے
الفاضح ۔ — کے ساتھ مشہور ہے ۔

(محلی ص۴۵۲ الجزء السابع مسئلہ ۹۸۲)

محدث ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسیؒ (المتوفی ۵۰۷ھ) لکھتے ہیں :

طلحہ بن عمرو ومحمد بن عثمان ومحمد بن خلید وسلیمان بن کران وھم ضعفاء

کذابون (تذکرۃ الموضوعات ص۱۰۷ مع موضوعات کبیر) کہ طلحہ بن عمرو سمیت یہ چاروں راوی ضعیف اور بہت بڑے جھوٹے ہیں (اس راوی کا) مزید ترجمہ تہذیب التہذیب و میزان الاعتدال میں دیکھیں۔

چیلنج

کسی صحابیؓ سے ۱۲ ذوالحجہ کی قربانی کی روایت ثابت نہیں ہمارا غیر مقلدین کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ قیامت تک اس کو ثابت نہیں کر سکتے بعض صحابہ کرامؓ پر بغیر سند اور ثبوت کے ان کے ذمہ لگا دینا کہ وہ چوتھے دن کی قربانی جائز سمجھتے تھے یہ غیر مقلدین حضرات کا صحابہ کرامؓ پر بہتان ہے۔

ایک بدترین جھوٹ

غیر مقلدین حضرات کے نرالے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی فرمان ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری کیا تھا کہ قربانی کے دن چار ہیں۔ (مسائل قربانی ص۲۳ ناشر مجلس دعوت اہلحدیث اردو بازار گوجرانوالہ) یہ حضرت علیؓ پر خالص افتراء ہے (سبحانک ھذا بہتان عظیم)

غلط بیانی

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر سے دونوں مسلک مروی ہیں (محلی ص۳۷ ج۷) بحوالہ فتاویٰ علماء حدیث ص۱۷۲ ج۱۳)۔

مولانا سلفیؒ کا یہ بیان درست نہیں کہ ان دونوں صحابہؓ سے چوتھے دن کی قربانی والا مسلک بھی مروی ہے محلّی ابن حزم میں کوئی ایسی صریح روایت نہیں ہے اس لیے مولانا سلفیؒ نے اس کو باسند نقل نہیں کیا اور صیغہ راز میں رکھتے ہوئے صرف حوالہ پر اکتفا کیا ہے اور اسی میں اپنی عافیت سمجھی ہے۔

وضاحت: محلّی ص ۲۲۳ ج ۷ مسئلہ ۹۸۲ میں ہے۔

وقول رابع وهو ان	اور چوتھا مذہب یہ ہے کہ
التضحية يوم النحر	قربانی چار دن ہے چنانچہ
وثلثة ايام بعده رويناه من	ہم نے روایت کیا ہے اس
طريق محمد بن المثنى نا عبيد الله	سند سے محمد بن المثنیٰ عبید اللہ
بن موسى نا ابن ابي ليلى	بن موسیٰ۔ ابن ابی لیلیٰ۔
عن الحكم بن عتيبة	حکم بن عتیبہ۔ مقسم۔ ابن عباسؓ
عن مقسم عن ابن عباس	نے فرمایا کہ ایام معلومات
قال الايام المعلومات	(جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے)
يوم النحر وثلثة	چار دن ہیں یعنی ۱۳ ذوالحجہ تک
ايام بعده هكذا	اسی طرح میری کتاب محلّی
في كتابي ولا ادري	میں یہ روایت مذکور ہوگئی
لعله وهم	ہے اور مجھے اس کی حقیقت
والله اعلم۔	معلوم نہیں ہو رہی ہے شاید
	یہ غلط ہے واللہ اعلم۔

یہ روایت ابن حزمؒ کے ہاں غلط ہے درست نہیں ہے اس میں قربانی کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ وہ کتنے دن تک ہے اس روایت میں ایام معلومات

کی تفسیر ذکر کی گئی ہے وہ چار دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لطیفہ

اگر غیر مقلدین حضرات کے ہاں قربانی موقوف ہے ایام معلومات کی تفسیر پر تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ایام معلومات دس دن ذوالحجہ کے ہیں دیکھئے (صحیح بخاری ص۱۳۲ ج۱)

علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں کہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

صح عن ابن عباس وسعيد بن جبير وابراهيم النخعي ومجاهد وعطاء والحسن البصري ان الايام المعلومات عشر ذي الحجة اخرها يوم النحر وان المعدودات ثلثة ايام بعد يوم النحر۔ (محلی ص۳۲ ج۷ مسئلہ ۹۱۴)

کہ حضرت ابن عباسؓ، سعیدؒ بن جبیر، ابراہیم نخعیؒ، مجاہدؒ، عطاءؒ، حسن بصریؒ فرماتے ہیں ایام معلومات سے مراد دس دن ذوالحجہ کے ہیں آخری دن دس ذوالحجہ (قربانی کا دن) ہے اور ایام معدودات دس ذوالحجہ کے بعد تین دن ہیں

اب غیر مقلدین حضرات کو چاہیے کہ وہ پہلی ذوالحجہ کو قربانی شروع کریں اور دس ذوالحجہ کو ختم کریں تاکہ ایام معلومات کی تفسیر پر عمل ہو سکے اور پھر ایام معدودات کی تفسیر پر عمل کرنے کے لیے ۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ کو قربانی کیا کریں لیکن دس ذوالحجہ کو قربانی نہ کریں کیونکہ یہ دس ذوالحجہ ایام معدودات کی مد میں نہیں آتا چنانچہ حافظ اثری صاحب نے ابن رشد سے نقل کیا ہے۔ یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ ایام معدودات ایام التشریق ہیں اور وہ یوم النحر

کے بعد تین دن ہیں صرف سعید بن جبیر کا قول ہے یوم نحر بھی ایام تشریق میں سے ہے (بدایۃ المجتہد صـ ۳۲۲ ج ۱)

محدث شمس الحق عظیم آبادی المتوفی ۱۳۲۹ھ لکھتے ہیں ایام تشریق کا کا دوسرا نام ایام منیٰ اور تیسرا نام ایام معدودات بھی ہے اور وہ ۱۱-۱۲-۱۳ تاریخ کا نام ہے (عون المعبود صـ ۲۹۵ ج ۲ ایام قربانی صـ ۸ تا صـ ۹)

پس اس تفسیر و تشریح سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین حضرات کے ہاں قربانی کے صرف تین دن ہیں جس کی ابتداء ۱۱ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے جب کہ دس ذوالحجہ قربانی کا دن نہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) غیر مقلدین حضرات جو یہ روایت پیش کرتے رہتے ہیں کُلُّ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ ذَبْحٌ (کہ ایام تشریق کے تمام دن ۱۱-۱۲-۱۳ قربانی کے دن ہیں)

اس روایت سے بھی وہ تین دن قربانی کے ثابت کرتے ہیں جس کی ابتداء ۱۱ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ غلط فہم کی روایت کے سہارے دراصل یہ قربانی کے منکر ہیں مسلمانوں کو قربانی کے اصل دن دس ذوالحجہ سے روکنا چاہتے ہیں۔

ع عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

لطیفہ ۲

اثری صاحب لکھتے ہیں:

مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی حنفی نے مؤطا امام مالک کے حاشیہ پر بحوالہ عینی نقل کیا ہے کہ کرخی نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے یہی نقل کیا ہے۔ ایام معدودات ایام تشریق کا نام ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی یوم النحر (عید والے دن) کے تین بعد ہیں (ایام قربانی صـ ۷ تا صـ ۸) اس سے معلوم

ہوا کہ غیر مقلدین حضرات کے ہاں چونکہ قربانی کے صرف تین دن ہیں یعنی ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذوالحجہ۔ فلہذا امام ابوحنیفہؒ بھی دس ذوالحجہ کی قربانی کے منکر ہیں اور تیرھویں ذوالحجہ کی قربانی کے قائل ہیں (معاذاللہ) حالانکہ ایام معلومات یا ایام معدودات کی تفسیر سے قربانی کے دن متعین نہیں ہوتے جب تک قربانی کا صراحت کے ساتھ ذکر نہ ہو جب کہ حضرت علیؓ کی روایت میں صراحت ہے کہ ایام معدودات تین ہیں قربانی کا دن یعنی دس ذوالحجہ اور دو دن بعد ۱۱۔۱۲ افضل دن ہیں جس میں تو چاہے قربانی کر۔ افضل اول دن ہے۔ کمامر اسی طرح معلی ابن حزم میں حضرت ابن عمرؓ سے ایام معدودات کی تفسیر تین دن بعد دس ذوالحجہ کے نقل کی گئی ہے تو کیا اس سے مراد قربانی ہے کہ دس ذوالحجہ کے بعد قربانی کیا کرو (معاذاللہ) قرآن مجید میں صراحتً واذکروا اللہ کے الفاظ ایام معدودات اور ایام معلومات سے پہلے مذکور ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ چونکہ غیر مقلدین حضرات کے پاس چوتھے دن کی قربانی کی کوئی صحیح روایت نہیں اس لیے بے چارے خلط مبحث کر کے ایام معلومات یا ایام معدودات کی تفسیر سے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جب چوتھے دن کی قربانی کی روایت ہی غلط ہے۔ منقطع ہے۔ سلیمن بن موسیٰ متکلم فیہ راوی ہے۔ اضطراب شدید کا شکار ہوا ہے۔

اس کا شاگرد سعید بن عبدالعزیز اور سلیمن بن موسیٰ آخری عمر میں حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہو گئے تھے یعنی حدیثیں رل مل گئی تھیں تو جب غیر مقلدین کے مسلک بنیاد ہی سخت کمزور ہے تو اور سہاروں سے اس کو کس طرح استوار کیا جائے گا۔

نوٹ : اثری صاحب لکھتے ہیں۔ "حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت علی المتوفی سنہ ۴۰ھ کا مذہب نقل کیا ہے وہ یوم نحر کے ۲ دو دن بعد تک قربانی جائز تسلیم کرتے ہیں نوویؒ نے ان سے تین دن بعد تک نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے اس بارے میں ۲ دو قول ہیں جو جس کو ملا ہے اس نے اسی کو نقل کر دیا ہے (ایام قربانی ص۷)

پھر اثری صاحب نے ابن قیمؒ سے بھی نوویؒ کی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن اثری صاحب کوئی سند پیش نہیں کر سکے ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؓ سے چار دن کی قربانی کی کوئی سند نہیں ہے دنیا کی کوئی کتاب اس صفحہ ہستی پر موجود نہیں جس میں حضرت علیؓ سے سند کے ساتھ قربانی چار دن ثابت کی جا سکے۔

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب بےچارہ اثری۔ ابن قیمؒ و نوویؒ کی بے سند بات اور وہم کو تحقیق تسلیم کر رہا ہے اثری لکھتے ہیں ابن ترکمانی صاحب کی لائق شان یہ تھا اس قول کو مع سند ذکر فرماتے تاکہ ہم بھی سند میں غور و تدبر کر لیتے الخ ایام قربانی ص۲۳ کیا یہ نصیحت دوسروں کے لیے ہے۔ (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین) جب کہ یہی نوویؒ داؤد ظاہری کا مسلک بھی چار دن قربانی کا نقل کرتے ہیں اپنا رسالہ ایام قربانی ص۸ دیکھ لیں حالانکہ صریح غلط بیانی ہے داؤد ظاہری کا مذہب صرف دس ذوالحجہ کے دن قربانی کا ہے چنانچہ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں کہ حمید بن عبدالرحمن صرف دس ذوالحجہ کے دن قربانی کا قائل ہے وھو قول ابی سلیمن (محلی ص۳۷۷ ج۷ مسئلہ ۹۸۲) اور یہی قول ابوسلیمن داؤد ظاہری کا ہے۔

محترم اثری صاحب آپ خود لکھتے ہیں۔ قربانی صرف عید کے دن ہو سکتی ہے یہ مذہب ابن سیرین حمید بن عبدالرحمٰن اور داؤد ظاہری کا ہے (ایام قربانی ص۲)

اثری صاحب مخبوط الحواس نہ بنیں ذرا ہوش کو سنبھالا دیں آپ ایام قربانی کے ص۱۴ میں ابن حجرؒ کی وفات ۸۵۲ھ لکھتے ہیں جب کہ ص۱۵ پر وفات ۸۵۷ھ لکھتے ہیں۔

آپ سلیمن بن موسیٰ کے بارے میں امام بخاریؒ کی جرح ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں بخاری فرماتے ہیں عندہ مناکیر (ایام قربانی ص۱۳) کتنے خشک الفاظ سے امام بخاریؒ کا نام لیا ہے کیونکہ آپ کی روایت کل ایام التشریق ذبح (تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں) کا ستیاناس ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ جیسے محدث کے ہاں یہ روایت غلط ہے لیکن جب امام بخاریؒ کا فرمان اپنی تائید میں پیش کرنے کی ضرورت پڑی تو یوں تحریر کرتے ہیں۔ احتمال ہے کہ یہ روح بن الفضل ہیں یا روح بن اسلم ہیں اول کے بارے میں گو ابوحاتم نے کہا ہے کہ وہ مجہول ہیں مگر امیر المؤمنین فی الحدیث جناب امام بخاری جیسی عدیم النظیر اور فقید المثال شخصیت گویا ہے کہ روح بن الفضل فن حدیث میں معروف ہیں میزان ص۶۱ ج۲ (ایام قربانی ص۲۳)۔ اثری صاحب جب امام بخاریؒ آپ کی غلط روایت کے راوی سلیمن بن موسیٰ پر جرح کر رہے ہیں تو وہ اس وقت ان القاب کے مستحق نہ تھے یہ منافقانہ چال اچھی نہیں یہ روش چھوڑ دو۔

جھوٹ اور خیانت

اثری صاحب روح بن اسلم کے متعلق لکھتے ہیں تو وہ بھی ثقہ راوی ہیں

چنانچہ حافظ (ابن حجر) بحوالہ ابن ابی خیثمہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں ابن معین سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ صحیح راوی ہیں (ایام قربانی ص۲۳)

اثری صاحب نے بالکل جھوٹ بولا ہے ابن معین نے اس راوی کے متعلق ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ وہ صحیح راوی ہیں۔ چنانچہ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وقال ابن ابی خیثمۃ سُئل ابن معینٍ عنہ فقال لیس بذالک لم یکن من اھل الکذب (تھذیب ص۲۹۱ ج۳)

اور محدث ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں کہ اس راوی کے بارے میں امام یحیی بن معین سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مضبوط نہیں ہے البتہ جھوٹ بولنے والوں میں شمار نہیں ہوتا۔

قارئین کرام کی خدمت میں اصل عبارت اور اس کا صحیح ترجمہ پیش کردیا گیا ہے (لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ) محدثین کرام نے جو اس راوی پر جرح کی ہے اس کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔

(۱) محدث عفان فرماتے ہیں روح بن اسلم کذاب (روح بن اسلم بہت بڑا جھوٹا ہے)

(۲) ابوحاتم فرماتے ہیں لین الحدیث ہے۔

(۳) امام بخاری فرماتے ہیں محدثین اس میں جرح کرتے ہیں۔

(۴) محدث دارقطنی فرماتے ہیں ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔

(۵) محدث ابن الجارود فرماتے ہیں عندہٗ مناکیر (اس کے پاس اوپری روایتیں ہیں) (تہذیب ص۲۹۱ ج۳ تا ص۲۹۲)

(۶) اثری صاحب کے حافظ دنیا ابن حجر فرماتے ہیں روح بن اسلم الباہلی ابوحاتم البصری ضعیفٌ (تقریب ص۱۰۴) کہ یہ ضعیف راوی ہے۔

ع۔ دروغ گو را تا بمنزل باید رسانید

غیر مقلدین حضرات کے پاس اس مسئلہ میں نہ تو کوئی صحیح حدیث موجود ہے اور نہ حسن درجہ کی حدیث موجود ہے بلکہ ہلکے درجے کی ضعیف بھی موجود نہیں ہے ہاں سخت قسم کی ضعیف ہے جو مردود کی قسموں میں شمار کی جاتی ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابیؓ سے بھی چوتھے دن کی قربانی کی کوئی روایت مروی نہیں ہے نہ سند صحیح سے نہ حسن سے نہ ہلکے درجے کی ضعیف سند سے ہاں ایک جھوٹی دمن گھڑت سند سے ابن عباسؓ سے مروی ہے اس لیے اب غیر مقلدین حضرات نے کچھ آثار تابعینؒ سے بھی اپنے مذہب کو سہارا دینے کی کوشش فرمائی ہے حافظ اثری صاحب نے حضرت حسن بصریؒ وحضرت عطاءؒ سے چوتھے دن کی قربانی سنن کبری بیہقی صفحہ ۲۹۶ ج ۹ سے اس سند حدثنا محمد بن یحیی انباء روح ثنا حماد عن مطر۔ سے پیش فرمائی ہے اس کی سند میں ایک راوی تو خیر سے روح بن اسلم بہت بڑا جھوٹا واقع ہے جس کا حال ابھی گذرا اس راوی کے مجروح ہونے سے روایت ردّی ہو گئی ہے۔ دوسرا راوی مطر بن طہمان اس سند میں واقع ہے اس پر جرح کرنے کی ضرورت تو نہیں مگر اثری صاحب نے جو خیانت کا ارتکاب کیا ہے اس کو ذرا قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

اثری صاحب نے مطر راوی کی توثیق نقل کی ہے اور پھر امام نسائیؒ پر برس پڑے ہیں لکھتے ہیں۔ ائمہ کی اس قدر تصریحات کے مقابلے میں جناب امام نسائی مرحوم کا لیس بالقوی کہنا کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ (ایام قربانی صفحہ ۲۵)

الجواب

محترم اثری صاحب خیانت کرنا حرام ہے مگر آپ لوگوں کے لیے مسلک کے تعصب میں خیانت کرنا کوئی جرم نہیں۔ آپ نے امام نسائیؒ کی جرح ذکر کی ہے اور باقی محدثین کرامؒ کے جرحی کلمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ عبداللہ بن احمدؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے مطر راوی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام یحیی بن سعید القطانؒ مطر الوراق کی حدیث کو ابن ابی لیلیٰ کی حدیث کے مشابہ قرار دیتے تھے حافظہ کی خرابی میں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ عطاءؒ سے روایت کرنے میں ضعیف ہے محدث ابن سعدؒ فرماتے ہیں کان فیہ ضعف فی الحدیث (حدیث میں کچھ کمزور تھا) امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں لیس ھو عندی بحجۃ (وہ میرے نزدیک حجت نہیں ہے) ولا یقطع بہ فی حدیث اذا اختلف (اور اس کی روایت پر اعتماد نہ کیا جائے جب اختلاف کرے) محدث ساجیؒ فرماتے ہیں سچا ہے بھول جاتا ہے ابن حبانؒ فرماتے ہیں بعض اوقات خطاء کر جاتا ہے (تہذیب ص ۱۶۸ ج ۱۰ تا ص ۱۶۹)

اثری صاحب کے حافظ دینا (ابن حجرؒ) فرماتے ہیں صدوق کثیر الخطاء وحدیثہ عن عطاء ضعیف (تقریب ص ۳۳۸) سچا ہے لیکن کثیر الخطاء (بہت خطاء کرنے والا) ہے خاص کر اس کی حدیث عطاءؒ سے ضعیف ہے۔ کثیر الخطاء راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔

مخبوط الحواسی

اثری صاحب ایام قربانی کے ص ۲۲ میں لکھتے ہیں۔ مطر صاحب عطاء

سے حدیث نقل نہیں کر رہے ان کا اپنا قول بیان کر رہے ہیں۔ لیکن اثری صاحب اسی قول کے متعلق صت ۲۵ میں لکھتے ہیں لہٰذا ائمہ عظام کے تفصیلی بیانات کے بعد حدیث کی صحت و درستگی میں ذرہ برابر شک نہیں رہتا رہبت خوب سبحان اللہ دریں چہ شک۔ ڈیروی) اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے آمین (ایام قربانی صت ۲۵)

علماء کا فتویٰ

اثری صاحب یہ عنوان قائم کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ابن جریج حضرت عطاء سے نقل فرماتے ہیں ایام تشریق میں ذبح و قربانی جائز ہے (السنن الکبری ج ۹ ص ۲۹۶) ایام قربانی صت ۲۵۔

اثری صاحب نے پھر خود اعتراض نقل کر کے یوں جواب دینے کی کوشش فرمائی ہے۔ اعتراض ابن جریج مدلس ہے اور مدلس راوی جب عن فلاں یا قال فلاں کہے تو وہ قابل قبول نہیں ہے۔ جواب یہاں تدلیس قطعاً مضر اور نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ وہ حضرت عطاء کے پاس سترہ سال رہے ہیں حافظ ابن حجر مرحوم لکھتے ہیں ابو بکر بن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن عرعرہ نے ہمیں یحیٰی بن سعید (صحیح سعید ہے ڈیروی) سے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے کہا کہ جب قال عطاء (عطاء نے کہا ہے) کہتا ہوں تو میں نے ان سے سنا ہوتا ہے اگرچہ میں سماع کا اعلان نہ بھی کروں۔ (ایام قربانی صت ۲۶)

الجواب

اثری صاحب آپ کو یا تو بات سمجھنے کی استعداد نہیں ہے یا خیانت کا آپ نے ارتکاب کیا ہے یہ بات عطاء بن ابی رباح کے متعلق ابن جریج

نہیں کہہ رہا بلکہ یہ عطاء خراسانی کے متعلق کہہ رہا ہے چنانچہ آپ نے پوری عبارت ذکر نہیں کی اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے اس کے بعد متصل یہی ابو بکر بن ابی خیثمہؒ فرماتے ہیں :

قال ابو بکر ورأیت فی کتاب علی بن المدینی سألت یحیٰی بن سعید عن حدیث ابن جریج عن عطاء الخراسانی فقال ضعیف قلت لیحیٰی انہ یقول اخبرنی قال لاشیء کلہ ضعیف انما ھو کتاب دفعہ الیہ (تھذیب التھذیب ص۴۰۶ ج۶)

"ابو بکر (ابن ابی خیثمہؒ) فرماتے ہیں میں نے امام علی بن المدینیؒ کی کتاب میں دیکھا وہ فرماتے ہیں میں نے امام یحیٰی بن سعید القطانؒ سے ابن جریج کی ایک حدیث کے بارے میں پوچھا جو وہ عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں تو فرمایا ضعیف ہے میں نے یحیٰیؒ کو کہا کہ ابن جریج کہتا ہے مجھے عطاء نے خبر دی تو یحیٰیؒ نے فرمایا کچھ نہیں ضعیف ہے عطاء نے ابن جریج کو کتاب دی تھی ابن جریج نے عطاء سے خود نہیں سنا۔"

اب یہ بات جس کو ابو بکر بن ابی خیثمہؒ بیان کر رہے ہیں عطاء خراسانی کے متعلق ہے اور ابو بکر ابن خیثمہؒ نے پھر اس کی تردید بھی علی بن المدینیؒ کی کتاب سے کر دی ہے۔ اس لئے ابن جریج میں تدلیس کا عیب ہونا بدستور باقی ہے۔ اور مدلس ہونا ابن جریج کا آپ کو مسلّم ہے۔ لہٰذا روایت کے ضعیف ہونے میں شک نہ رہا۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابن جریج کی عنعنہ والی روایت کیسے حَسَن ہو سکتی ہے (ابکار المنن ص۲۴۵ باب ما جاء فی الدعاء بعد المکتوبۃ ملخصاً)۔

حافظ اثری صاحب نے ابن حزمؒ کے محلّٰی سے بھی عطاءؒ وغیرہ سے

۱۲ ذوالحجہ تک قربانی کرنے کا قول نقل کیا ہے لیکن یہ معلق روایتیں ہیں ابتداء سے ان کے راوی موجود نہیں ہیں فلہذا اثری صاحب کو اس کی پوری سند نقل کرنا چاہیے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے ۱۲ ذوالحجہ تک کی قربانی کا قول السنن الکبری صفحہ ۲۹۷ جلد ۹ سے نقل کیا ہے لیکن سند میں اسماعیل بن عیاش واقع ہے جو ضعیف ہے اثری صاحب نے یہ جواب دیا کہ جمہور کے ہاں شامیوں سے اس کی روایت معتبر ہے اہل حجاز سے معتبر نہیں ہے اور یہ روایت شامیوں سے ہے۔ امام بیہقیؒ اس ضابطہ کو نہیں مانتے وہ اسمٰعیل بن عیاش کو لیس بحجۃ کہتے ہیں یعنی حجت نہیں، حالانکہ اس مقام پر روایت اہل شام میں سے ہے دیکھئے (بیہقی صفحہ ۳۲۶ جلد ۹ کتاب الضحایا)۔

جواب یہ ہے کہ ہم یہ ضابطہ مانتے ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے کہ جب تدلیس نہ کرے کیونکہ یہ اسمٰعیل بن عیاش تیسرے طبقہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین صفحہ ۳۷ لابن حجرؒ)

نرالے شیخ الحدیث کے کمالات

کمال نمبر ۱

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں جب حضورؐ سے پوچھا گیا کہ ما ھذہ الاضاحی یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول یہ قربانیاں کیا ہیں تو آپ نے فرمایا سنۃ ابیکم ابراھیم تو حضور نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں الخ (رسائل قربانی صفحہ ۲۴)

الجواب

یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے اس نرالے شیخ الحدیث کو پہلے یہ

روایت تو بیان کرنا ہی مناسب نہ تھا ورنہ اس کی حقیقت ظاہر کردیتے اگر اس کے من گھڑت ہونے کا علم تھا۔

اس کی سند یوں ہے : حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا یزید بن ھارون انا سلام بن مسکین عن عائذ اللہ المجاشعی عن ابی داؤد عن زید بن الارقم (الی) ما ھذہ الاضاحی یارسول اللہ (الحدیث) مسند احمد ص ۳۶۸ ج ۴۔

امام بیہقیؒ امام بخاریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ عائذ اللہ المجاشعی کی روایت صحیح نہیں (السنن الکبری ص ۲۶۱ ج ۹)

یہ روایت مستدرک حاکم ص ۲۸۹ ج ۲ میں بھی مذکور ہے امام حاکمؒ فرماتے ہیں صحیح الاسناد ہے علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں عائذ اللہ راوی کے متعلق امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث (ضعیف حدیث والا) ہے تلخیص المستدرک ص ۲۸۹ ج ۲) علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں۔

موضوعٌ (من گھڑت ہے) سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ص ۱۴ ج ۲ اصل راوی جس پر سخت قسم کی جرح ہے وہ عائذ اللہ کا استاد ابو داؤد ہے جس کا نام نفیع بن الحارث الاعمی ہے یہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ فتاوی علمائے حدیث ص ۱۲۰ ج ۱۳ میں ہے دوسرے راوی ابو داؤد نفیع بن الحارث الاعمی صمانی ہیں امام یحیی بن معین فرماتے ہیں یہ شخص حدیثیں وضع کیا کرتا تھا (خلاصہ تہذیب الکمال) امام عقیلی فرماتے ہیں غالی رافضی تھا امام نسائیؒ اور امام دارقطنیؒ کے نزدیک متروک ہے امام ابوزرعہ کا ارشاد ہے کہ یہ شخص کسی کام کا نہیں امام ابن حبانؒ فرماتے اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے یہ شخص واعظ بھی تھا اور بھکاری بھی حضرت قتادہؒ نے اسے

جھوٹا کہا ہے (میزان ص۲۷۲ ج۴)

نرالے شیخ الحدیث نے اگر اردو کے اس فتاوی کو دیکھ لیا ہوتا تو اس من گھڑت روایت کے ذکر کرنے کی شرمندگی نہ اٹھانی پڑتی۔

کمال نمبر۲

نرالے شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں اور امام بخاری کے استاد امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں (رسائل قربانی ص۱۶)

امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہوئی جب کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ تیرہ سال قبل وفات پا چکے تھے یعنی ۱۸۱ھ میں تو عبداللہ بن مبارک سے امام بخاریؒ نے کیسے علم حاصل کر کے شرف تلمذ حاصل کیا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) یہ نرالے شیخ الحدیث خیر سے امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان بھی ہیں (سبحان اللہ)

کمال نمبر۳

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں قربانی کے دن آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ غسل کرتے خوشبو لگاتے پھر عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد پڑھتے جاتے (رسائل قربانی ص۱)

اس نرالے شیخ الحدیث صاحب نے اس حدیث کا مخرج بیان نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے دال میں کچھ کالا کالا ہے جب کہ مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی غیر مقلد نے صلوۃ الرسول ص۴۰۹ میں اس تکبیر پڑھنے کا حوالہ دارقطنی سے ذکر کیا ہے لیکن مولانا صادق صاحب نے اس کی سند کے بارے میں بالکل خاموشی اختیار کی ہے حالانکہ اس کی سند میں دو راوی

رافضی قسم کے کذاب اور وضاع واقع ہیں۔ (۱) عمرو بن شمر ہے (۲) جابر جعفی ہے (دیکھئے سنن الدارقطنی ص۵۰ ج۲)

اس لیے نرالے شیخ الحدیث صاحب نے اصل مأخذ سے حوالہ نہ دینے میں اپنی عافیت سمجھی ہے جو اُن کیلئے بجائے عافیت کے شرمندگی کا سبب بن گیا ہے ہاں تکبیر کے یہ الفاظ بعض صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں جس کو حکماً مرفوع کہہ سکتے ہیں۔

کمال نمبر ۴

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان لکھتے ہیں "بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر امیر آدمی کا قربانی کا جانور گم ہو جائے یا مر جائے تو اس کو اس کے بدلے قربانی دینی واجب نہیں اور غریب آدمی کا قربانی کا جانور گم ہو جائے یا مر جائے تو اس پر دوبارہ قربانی واجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ کسی مولوی یا امام نے بادشاہ یا امیر لوگوں کی خوشامد کے لیے بیان کیا ہے ورنہ قربانی تو اسی کے لیے ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے جو غریب آدمی ہے اور دوسری قربانی خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اُس کے لیے دوبارہ واجب کیا جائز ہی نہیں ہے (مسائل قربانی ص۸)

حضرت شیخ الحدیث صاحب۔ نے اصل مسئلہ کا مفہوم ہی نہیں سمجھا لیکن اس پر تبصرہ بلا تحقیق ہی شروع کر دیا ہے۔ اصل مسئلہ ملاحظہ ہو۔ اگر امیر نے قربانی کا جانور مقرر کر رکھا تھا اور وہ غائب ہو گیا تو امیر نے دوسرا مقرر کر دیا۔ لیکن قربانی کے دن سے پہلے وہ گمشدہ جانور مل گیا تو اس پر ایک قربانی لازم آتی ہے جس جانور کو ذبح کر دے کافی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر ایک قربانی کرنا لازمی تھا۔ اگر غریب نے قربانی کا جانور خریدا لیکن اس

پر قربانی کرنا لازمی نہ تھا اور جانور گم ہو گیا غریب نے پھر اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے دوسرا جانور خریدا اور پہلا جانور گمشدہ بھی مل گیا تو قربانی کے دن غریب دونوں جانور ذبح کرے گا کیونکہ پہلا جانور جو گم ہو گیا تھا غریب کے مقرر کرنے کی وجہ سے اس پر لازم ہو گیا تھا دوسرا جانور بھی غریب نے اپنے اوپر لازم کر دیا ہے اس لیے غریب کو دو جانور ذبح کرنے ضروری ہیں جیسے نذر ماننے سے چیز واجب ہو جاتی ہے حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کو نذر ماننے کا حکم نہیں دیا تھا اور امیر کی مثال زکوٰۃ دینے والے کی طرح ہے اگر امیر نے زکوٰۃ دینے کے لیے رقم الگ کر لی تھی اور وہ چوری ہو گئی ہے امیر نے دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے پھر رقم مختص کر لی ہے دریں اثناء وہ چوری شدہ رقم دوبارہ حاصل ہو گئی ہے تو ان میں سے ہر ایک رقم سے اگر پوری زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے تو ایک مقرر کردہ رقم کافی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہے وہ پورا ہو جاتا ہے کیونکہ امیر کے مقرر کرنے سے اس پر لازم نہیں ہوا تھا اصل مسئلہ یوں تھا جس کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان سمجھنے سے قاصر رہے اور دوسروں پر بدگمانی اور بہتان بازی اپنی روایتی انداز میں کرنے پر اتر آئے۔

کمال نمبر ۵

قرآن مجید کی آیت زرا سے شیخ الحدیث نے غلط لکھ دی ہے چنانچہ حضرت لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم
آمنتم باللہ ورسولہ ذالک خیر واحسن تاویلا
ایلۃ (مسائل قربانی ص۱۹)

حالاں کہ قرآن مجید میں آیت اس طرح ہے اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ (پ۵)

سوال : یہ کاتب کی غلطی ہے حضرت نزالیے شیخ الحدیث صاحب کی نہیں۔

الجواب

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کی کتاب۔ ایضاح الادلّہ ص۹۷ میں یہ آیت کاتب کی غلطی سے غلط لکھی گئی تھی لیکن غیر مقلدین حضرات نے اپنے رسائل و کتابوں میں حضرت شیخ الہندؒ کے خلاف جو گندی زبان استعمال کی اور غلیظ فتوے لگائے (الامان والحفیظ) حالانکہ عبارت کے مضمون سے کاتب کی غلطی آشکارا ہوجاتی ہے نیز اسی ایضاح الادلّہ کے ص۲۵۶ میں یہ آیت درست لکھی ہوئی موجود ہے جس سے کاتب کی غلطی یقیناً ثابت ہوئی جبکہ نواب صدیق حسن خان جو غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد ہیں ان کی کتابوں میں اکثر آیات قرآنیہ غلط لکھی ہوئی موجود ہیں مثلاً بغیۃ الرائد فی شرح العقائد ص۱۳، ص۱۹، ص۴۲، ص۵۴، ص۵۹، ص۶۵، ص۸۹، ص۱۱۶، ص۱۲۶ دیکھیں اس کتاب کو مولانا خالد گھرجاکھی نے اپنے ادارہ احیاء السنہ گھرجاکھ گوجرانوالہ سے شائع کیا ہے نزل الابرار ص۳۲، ص۱۴۹، ص۱۵۰، ص۱۵۳، ص۲۲۵، ص۲۷۱ کو دیکھ لیں یہ کتاب نواب صاحب کی قسطنطنیہ (ترکی) سے ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوئی ہے۔ الروضۃ الندیہ ص۱۲۵ و ص۱۴۵ و ص۱۴۶، ص۱۵۵ و ص۱۵۶ و ص۲۴۲ و ص۲۰۸ مطبع علوی ہند میں ملاحظہ کریں۔ بہر حال میں ان اغلاط کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ورنہ تو ایک مستقل رسالہ ان پر لکھا جاسکتا ہے۔

لیکن غیر مقلدین حضرات نے کبھی نواب صاحب کے خلاف زبان نہیں کھولی جس سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ انہیں قرآن مجید کی عزت سے نواب صاحب

کی عزت زیادہ عزیز ہے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

کمال نمبر ۶

نرالے محدث لکھتے ہیں قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے کے لیے ایام معلومات کا لفظ بولا ہے یعنی ایام کا لفظ بھی جمع کا صیغہ ہے اور معلومات بھی جمع کا صیغہ ہے عام طور پر ایام جو جمع قلت ہے اس کی صفت واحد آتی ہے جیسے پہلے پارہ میں ہے وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودہ کہ ایام جمع قلت کا صیغہ ہے اور اس کی صفت معدودہ واحد کا صیغہ آئی ہے اس لیے یہاں تین دن سے اوپر نہیں ہو گا لہذا ایام معلومات میں اس کی صفت معلومات جمع کا صیغہ لا کر یہ ثابت کرنا تھا کہ یہ دن تین نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہیں۔

علم بلاغت میں یہ قاعدہ مذکور ہے کہ جب جمع قلت کی صفت جمع ہے تو وہاں تین دن سے زیادہ مراد ہوا کرتے ہیں لہذا قرآن مجید سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین نہیں بلکہ تین دن سے زائد ہیں اسی لیے صحابہ کرام جو بلاغت کے ماہر تھے انہوں نے ایام معلومات کی تفسیر چار دن کی قربانی سے کی ہے (رسائل قربانی ص ۱۹ تا ۲۰)

الجواب

قرآن مجید کی آیت لن تمسنا النار الا ایاما معدودہ میں نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ یہاں تین دن سے اوپر نہیں ہو گا۔ بہت بڑی جہالت ہے کیونکہ اس آیت کے تحت سات دن ایک قول میں ذکر کئے گئے ہیں ورنہ تو اکثر مفسرین چالیس دن کا ذکر کرتے ہیں کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم چالیس

دن آگ جہنم میں رہیں گے

کیونکہ اتنی مدت انہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی۔ تفسیر جلالین ص ۱۳
میں ہے اربعین یومًا (چالیس دن)۔ غیر مقلدین حضرات کے شیخ الاسلام مولانا
ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں نہایت سے نہایت چالیس روز تک تفسیر ثنائی ص ۱۴۱
ثنائی اکادمی لاہور۔ نیز دیکھئے تفسیر درمنثور ص ۸۴ تا ص ۸۵ ج ۱۔

باقی نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ صحابہ کرامؓ نے ایام معلومات کی تفسیر
چار دن کی قربانی سے کی ہے۔ یہ صحابہ کرامؓ پر بہتان و افتراء ہے صحابہ کرامؓ
سے چار دن کی قربانی کے صریح الفاظ کس کتاب میں ہیں اس کی سند بیان
کریں ورنہ اس افتراء عظیم سے توبہ کریں تاکہ خاتمہ ایمان پر ہو سکے۔ اس
کتاب کے آخر میں ایام معلومات اور ایام معدودات کی تفسیر اور اس کی
مراد واضح کر دی گئی ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس دعوت اہلحدیث اردو بازار گوجرانوالہ کا شکریہ

مجلس دعوت اہلحدیث کے ہم شکر گذار ہیں کہ وہی ہمارے اس
رسالہ لکھنے کا سبب بنے ہیں ایک مرتبہ انہوں نے مولانا حافظ محمد الیاس
صاحب اثری کا رسالہ ایام قربانی کی تحقیق اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ
صاحب کا رسالہ مسائل قربانی بذریعہ ڈاک ہمارے شیخ مکرم حضرت مولانا عبدالحمید
صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ کو ارسال کئے اور جواب کا مطالبہ کیا۔
راقم الحروف نے ان دونوں رسالوں کا جواب لکھ کر قارئین کرام کی خدمت
میں پیش کر دیا۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

مجلس دعوت اہلحدیث سے ایک شکوہ

اپنے مسلک کی حمایت میں کتابیں لکھنا رسائل لکھنا کوئی بری بات نہیں البتہ اشتہار بازی اچھی چیز نہیں میرے خلاف مجلس دعوت اہلحدیث نے الاعتصام ہفت روزہ لاہور ۲۳ جون ۱۹۸۹ء / ۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ کا ایک مضمون جس کا عنوان ہے کیا امام بخاری متروک الحدیث ہیں کی فوٹو کاپیاں کرا کر لفافوں میں ملفوف کر کے بذریعہ ڈاک عوام الناس و بعض خواص کی طرف بھیجی گئی ہیں بعض حضرات نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ اس کا جواب اشتہار کی صورت میں دیا جائے لیکن راقم الحروف نے اس کو پسند نہیں کیا اس مضمون کا جواب نور الصباح حصہ دوم میں تفصیل کے ساتھ آ رہا ہے غیر مقلدین حضرات کے بہت سے پوشیدہ راز ہمارے پاس موجود ہیں لیکن ہم اسے اشتہار کی شکل میں پیش کرنا درست نہیں سمجھتے مثلاً ماہنامہ صدائے ہوش لاہور جلد ۱ جولائی ۱۹۸۹ء شمارہ ۲ (جس کے مدیر ایم نوید اختر۔ مدیر اعزازی ناہید شاہد ہیں اور یہ حضرات اہلحدیث ہیں قاضی عبدالقدیر خاموش کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں) ص ۲۱ میں تنگ آمد بجنگ آمد کے عنوان کے تحت نرالے شیخ الحدیث حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ صاحب کے متعلق تحریر ہے۔ حضرت الامیر۔

اخلاق

اگر کوئی صاحب علم ان کے پاس سے گزرے تو وہ ان سے ناآشنا ہو اور موصوف محو تکلم ہوں تو بے ساختہ اس کی زبان پر یہ آیت آئے گی وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ آپ ان کے کسی بھی قریبی رفیق سے اس بارے استفسار کر لیں وہ اس کی تائید و توثیق کرے گا۔

علمی حالت

جب عراق ایران جنگ خشکی سے سمندر تک پہنچی ان دنوں حضرت الامیر نے اہلحدیث یوتھ فورس گوجرانوالہ کے صدر جناب محترم فاروق احمد ناگی کی رہائش پر ایک وقار تقریب میں شرکت فرمائی اس موقع پر ایک صحافی نے موصوف سے سوال کیا خلیج کی موجودہ صورت حال پر آپ کا نقطہ نظر کیا ہے۔ حضرت الامیر نے فرمایا کہ خلیج کسے کہتے ہیں ایسے باخبر قائدین کی موجودگی میں جماعت کیسے ترقی کر سکتی ہے۔

خوف خدا

ہفت روزہ الاسلام کے گزشتہ شمارہ میں لکھا گیا کہ حضرت الامیر عصر حاضر کے زندہ ولی ہیں۔

آئیں آپ کو اس ولی کی ولایت کا ایک عکس دکھائیں۔ایک تقریب میں عصر حاضر کے اس ولی نے خنزیر کا گوشت کھایا جب اس پر انہیں آگاہ کیا گیا تو یہ ولی اس پر نادم ہونے کے بجائے اور شریعت کے مطابق قئے کرنے کی بجائے مسکرا کر فرمانے لگے یہ تو بڑا مزیدار ہے۔ اس کی تصدیق صاحبزادہ ابتسام الٰہی ظہیر کی جا سکتی ہے جس کے حوالے سے موصوف کو عصر حاضر کا ولی ٹھہرایا گیا ہے۔اس لحم خنزیری کی لذت حاصل کرنے میں شیخوپورہ کا ایک مولوی بھی شریک ہے جو حضرت الامیر کا ہم نام ہے۔ایسے افراد کی ولایت سے انکار ناممکن ہے الخ۔

ایسی باتیں کرنا ہم مناسب نہیں سمجھتے یہ عجیب قسم کے اہلحدیث ہیں جو اپنے اہلحدیث بھائیوں کو بھی معاف نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

باب نمبر ۱

اس باب میں تین دن کی قربانی کے دلائل بیان کئے جائیں گے اور ثابت کیا جائے گا کہ چوتھے دن کی قربانی درست نہیں ہے اور اس کے بہت سے دلائل ہیں۔

دلیل نمبر ۱

عن سلمة بن اکوع	حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے
قال قال النبی صلی اللہ	ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من ضحّٰی منکم	علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو
فلا یصبحن بعد ثالثۃ	قربانی کرے پس تیسری رات
وبقی فی بیتہ	کے بعد نہ صبح کرے کہ اس
منہ شیءٌ۔	کے گھر میں قربانی کے گوشت
(بخاری شریف ص۸۳۵ ج۲ ومسلم ص۱۵۹ ج۲)	میں سے کچھ بچا ہوا موجود ہو۔

جب چوتھے دن قربانی کے گوشت کی ایک بوٹی رکھنا بھی درست نہیں تھا تو پورا جانور ذبح کر کے کھانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۲

عن عائشة قالت	حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قربانی
الضحیة کنا نملح منها	کے گوشت کو ہم نمک لگا کر نبی
فنقدم بہ الی النبی	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

صلی اللہ علیہ وسلم	میں پیش کیا کرتے تھے مدینہ
بالمدینۃ فقال	منورہ میں تو نبی اکرم صلی اللہ
لا تأکلوا الا ثلثۃ ایام	علیہ وسلم نے فرمایا تین دن
ولیست بعزیمۃ	کے علاوہ قربانی کا گوشت
ولکن اراد ان یطعم	نہ کھایا کرو (حضرت عائشہؓ
منہ واللہ اعلم	کا خیال ہے) کہ یہ فیصلہ لازمی
(بخاری شریف ص ۸۳۵ ج ۲)	نہیں تھا بلکہ ارادہ یہ تھا کہ
	دوسرے کو گوشت کھلائے

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ چوتھے دن کی قربانی شریعت میں ثابت نہیں ورنہ چار دن گوشت کھانے کی اجازت ہوتی ۔

دلیل نمبر ۲

ابو عبید مولیٰ ابن ازہرؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس عید کے دن حاضر ہوا پس

فصلی قبل الخطبۃ	انہوں نے نماز خطبہ سے پہلے
ثم خطب الناس فقال	پڑھی پھر لوگوں کو خطاب
ان رسول اللہ صلی	کیا پس فرمایا کہ نبی اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم نہاکم	اللہ علیہ وسلم نے تمہیں منع
ان تأکلوا لحوم نسککم فوق	کیا ہے کہ تم اپنی قربانیوں کا
ثلاث ۔	گوشت تین دن سے اوپر کھاؤ

(بخاری ص ۸۳۵ ج ۲ ومسلم ص ۱۵۷ ج ۲ وبیہقی ص ۲۹۰ ج ۹)

اور مصنف عبد الرزاق ص ۲۸۱ ج ۴ میں اس روایت کے اندر اسی طرح بھی مروی ہے

کہ تین راتوں کے بعد قربانیوں کا گوشت مت کھاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عید کے دن تھا تو تین دن ۱۰ ذوالحجہ سے ۱۲ بارہ ذوالحجہ تک ہیں تیرہویں ذوالحجہ اس سے خارج ہے لیکن غیر مقلد فتنہ باز کہے گا۔ میں نہ مانوں۔

دلیل نمبر ۴

عن عبد اللہ بن	حضرت ابن عمر فرماتے ہیں
عمرؓ قال رسول	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ صلی اللہ علیہ	نے فرمایا کہ قربانیوں کا گوشت
وسلم کلوا من	تین دن کھایا کرو اور حضرت
الاضاحی ثلاثاً وکان	عبد اللہ ابن عمرؓ جب منٰی سے
عبد اللہ یأکل	مکہ مکرمہ واپس آتے تو زیتون
بالزیت حین ینفر	کا تیل (روٹی) کے ساتھ
من منیٰ من اجل	استعمال کرتے گوشت کا سالن
لحوم الهدی۔	استعمال نہ کرتے کہ کہیں قربانیوں
(بخاری ص۸۳۵ ج۲)	کا گوشت نہ ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کی قطعاً اجازت نہ تھی سوا تین دن کے عام ہے اپنی قربانی کے جانور کا گوشت ہو یا کسی دوسرے کی قربانی کے جانور کا گوشت ہو تین دن سے زیادہ نہیں کھا سکتا۔ اور بیہقی ص۲۹۰ ج۹ میں ہے کہ حضرت سالمؒ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ تین دن کے بعد تمام قربانیوں کے جانوروں کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے (یعنی کسی کی قربانی کے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے)۔

نرالے شیخ الحدیث کا حدیث کے ساتھ استہزاء (معاذ اللہ)

امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔ اب آیئے اس حدیث کی طرف جو حنفی علماء تین دن کی قربانی پر پیش کرتے ہیں حنفی علماء، اور خصوصاً مولانا سرفراز صاحب نے تین دن کی قربانی پر بخاری اور مسلم کی صحیح ترین حدیث پیش کی ہے فرماتے ہیں کہ یہ ایسی دلیل ہے کہ جس کے برابر اہلحدیثوں کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ حدیث یہ ہے آپ نے فرمایا مَنْ ضَحّٰی مِنْکُمْ فَلَا یُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَۃٍ وَبَقِیَ فِیْ بَیْتِہٖ مِنْہُ شَیْئٌ۔ بخاری جلد ۲ مسلم جلد ۲۔

پہلے آپ اس حدیث کا ترجمہ پڑھ لیں۔ آپ ترجمہ ہی سے سمجھ لیں گے کہ اس حدیث سے تین دن کی قربانی کس طرح کشید کی گئی ہے۔ کشید کا لفظ میں نے اس لیے لکھا ہے کہ یہ مسئلہ اس حدیث سے کھینچا کھینچی سے ہی نکالا جا سکتا۔ حدیث کا مفہوم تو یہ نہیں ہے ترجمہ یہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے دن کی رات کے بعد صبح کے وقت اس کے گھر میں اس قربانی کی کوئی چیز نہ رہنی چاہیئے۔ قارئین آپ ہی بتایئے تین دن کی قربانی کا کون سا ذکر ہے کس لفظ کا معنی ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ چاول سفید ہیں لہذا معلوم ہوا کہ زمین گول ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے بہت غریب لوگ مدینہ میں آگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص قربانی کرے وہ تین تک گوشت رکھ سکتا ہے باقی گوشت ان غرباء پر صدقہ کر دے کیونکہ یہاں تین دن کا ذکر ہے اور حنفی مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لیے تین دن

کے لفظ کی تلاش تھی۔ لہذا اس حدیث میں تین دن گوشت رکھنے کا ذکر آگیا۔ انہوں نے جھٹ کہہ دیا کہ تین دن کی قربانی ثابت ہوگئی۔ مثل مشہور ہے کہ اندھے حافظ کو بھوک لگی ہوئی تھی کسی نے پوچھا کہ حافظ صاحب ۲ دو اور ۲ دو کتنے ہوتے ہیں۔ حافظ صاحب نے کہا چار روٹیاں اب ان حافظ صاحب سے کوئی پوچھے کہ دو اور دو تو چار ہوئے یہ چار کے ساتھ روٹیوں کا ذکر کہاں سے آگیا۔ یہی حال ان اندھے مقلدوں کا ہے کہ غربار کی مدد کے لیے حضورؐ نے تین دن تک قربانی کا گوشت رکھنے کی تو اجازت دی۔ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ قربانی بھی تین دن ہے۔ الغرض یتشبث بالحشیش (صحیح الغریق یتشبث ہے ڈیرودی) ڈوبتے کو تنکے کا سہارا اسے کہتے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی قرآن و حدیث سے دلیل ہوتی تو ایسے بودے استدلال کی کیا ضرورت تھی ان لوگوں کو بزعم خولیش فقیہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اچھا مولانا صاحب یہ مسئلہ صحیح ہے کہ جب تک گوشت رکھنا جائز ہے تب تک قربانی بھی جائز ہے آپ کا مسلک ہے بارہ ذوالحج کو قربانی جائز ہے جو شخص بارہ ذوالحج کو قربانی کرے گا وہ تین دن تک گوشت گھر میں رکھ سکتا ہے وہ قربانی بھی کر سکتا ہے تو پھر بارہ ۱۲ کی شام کو جو قربانی کی اس کا گوشت پندرہ ۱۵ ذوالحج کی شام تک رکھ سکتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ قربانی پندرہ ذوالحج تک بھی دے سکتا ہے۔ تیرہ ذوالحج کی قربانی سے جان چھڑاتے چھڑاتے۔ چودہ۔ پندرہ تاریخ کی قربانی بھی گلے پڑگئی۔ اسے کہتے ہیں گئے تھے نماز بخشوانے اُلٹے روزے بھی گلے پڑ گئے۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مَنْ ضَحّٰی میں مَنْ کا لفظ عام ہے جو بھی قربانی کرے چاہے دس ذوالحج کو کرے یا گیارہ کو کرے یا بارہ کو کرے سب کے لیے حکم ہے پھر آپ

نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی دوسرے کی قربانی کا گوشت بھی نہیں رکھ سکتا۔ فرمایا یہ ہے کہ اپنی قربانی کا گوشت تین دن بعد نہیں رکھ سکتا۔ جس نے دس کو قربانی کی وہی شخص دوسری قربانی بارہ کو ذبح کرتا ہے کیا یہ اس قربانی کا گوشت بھی تین دن رکھ سکتا ہے۔ ظاہر ہے رکھ سکتا ہے لہذا یہ چودہ۔ پندرہ۔ تاریخ تک قربانی بھی کرسکتا ہے۔ یہ ہے دَیمۃٌ ھُو فِی طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ

؎ خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

نیز حضرت علی رضی اللہ کا بھی فرمان ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری کیا تھا کہ قربانی کے دن چار ہیں۔ (مسائل قربانی ص۲۱ تا ص۲۲) ناشر مجلس دعوت اہلحدیث اردو بازار گوجرانوالہ۔

الجواب

نرالے شیخ الحدیث کی یہ طویل عبارت قارئین کرام کی خدمت میں حاضر کی گئی ہے تاکہ وہ اسے پڑھ کر اس کے جواب سے لطف اندوز ہوسکیں۔

حضرت علیؓ کا فرمان کہ قربانی کے چار دن ہیں یہ بالکل غلط بیانی ہے اس کی سند نہیں نہ سند صحیح سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند حسن سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند ضعیف سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند موضوع (من گھڑت) سے یہ فرمان مروی ہے۔ کسی عالم کا بغیر سند کے کوئی بات کہہ دینا قابل اعتماد نہیں۔ یہ نرالے شیخ الحدیث۔ اندھے مقلد کیوں بن گئے ہیں۔

ع مگر شرم تم کو نہیں آتی

بدترین جھوٹ

نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری

کیا تھا کہ قربانی کے دن چار ہیں۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں
ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

تین دن کی تعیین

دلیل نمبر ۳ میں بیان ہو چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ تین دن کے بعد گوشت نہ کھاؤ عید الاضحیٰ کے دن تھا ہمارے شیخ مکرم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اس کی واضح نشاندھی کی ہے (رسئلہ قربانی) تعجب بالائے تعجب تو یہ ہے کہ خود نرالے شیخ الحدیث بھی لکھتے ہیں :

"ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے بہت سے غریب لوگ مدینہ میں آ گئے تو آپؐ نے فرمایا جو شخص قربانی کرے وہ تین دن تک گوشت رکھ سکتا ہے (مسائل قربانی ص۲۲)

یقینی بات ہے کہ عید الاضحیٰ دسویں ذوالحجہ کو ہوتی ہے تو تین دن ۱۰-۱۱-۱۲۔ ذوالحج تک ہوئے تیرھویں ذوالحج کو ایک بوٹی بھی گھر میں رکھنا منع ہوا تو جانور ذبح کرنا اور اس کے گوشت کا گھر میں ڈھیر لگا دینا کیسے درست ہوگا اور حضرت ابن عمرؓ کا عمل بھی یہی تھا کہ وہ منیٰ سے کوچ کر کے مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو وہ گوشت کا سالن استعمال نہ کرتے تھے کہ کہیں قربانی کے بچے ہوئے گوشت کا سالن نہ ہو اس لیے وہ زیتون کے تیل سے کھانا کھایا کرتے تھے جیسا کہ دلیل ۸ کے تحت گذرا جس سے معلوم ہوا کہ تین دن بارہ ۱۲ ذوالحج تک ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دائمی سنت ہے کہ وہ دس ذوالحجہ کو قربانی

کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ ننّوا ونٹ سارے کے سارے دسویں ذوالحجہ کو قربانی کے طور ذبح کئے اور عام معمول کے مطابق دو مینڈھے دسویں ذوالحجہ کو قربانی کے طور پر ذبح کرتے۔ ۱۱-۱۲- ذوالحج کو قربانی کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرامؓ کا معمول بھی یہی تھا کہ وہ دسؔ ذوالحجہ کو ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے کیونکہ اس دن قربانی کرنا افضل ہے البتہ ۱۱-۱۲ ذوالحجہ کو قربانی کرنا جائز ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا معمول ہی دسؔ ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں ہو رہا ہے تو تین دن جن میں گوشت رکھنے کی اجازت تھی ان کی ابتداء دسؔ ذوالحجہ سے ہوگی اور بارہؔ ذوالحجہ کی رات تک اختتام ہوگا اور مَنْ ضَحّٰی سے مراد بھی صحابہ کرام ہیں تو اب نرالے شیخ الحدیث کا کایہ لکھنا۔ مَنْ ضَحّٰی میں مَنْ کا لفظ عام ہے جو بھی قربانی کرے چاہے دسؔ ذوالحجہ کو کرے یا گیارہ کو کرے یا بارہ کو کرے سب کے لیے حکم ہے الخ (رسائل قربانی ص۲۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد اور صحابہ کرامؓ کے ہمیشہ والے عمل کی صریح مخالفت ہے۔ پھر نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا۔ بارہ کی شام کو جو قربانی کی اس کا گوشت پندرہ ذوالحج کی شام تک رکھ سکتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ قربانی پندرہ ذوالحجہ تک ہو سکتی ہے (رسائل قربانی ص۲۲ تا ص۲۳)

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد جو عیدالاضحیٰ کے دن فرمایا اس کے ساتھ ٹھٹھہ و استہزاء ہے اس سے توبہ کرنا لازمی ہے تاکہ خاتمہ ایمان پر ہو سکے نیز تین دن کی تعیین اگلی دلیل میں ملاحظہ کریں۔

دلیل نمبر ۵

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کُنَّا لَا نَأْكُلُ (ہم نہیں

کھایا کرتے تھے) مِنْ لُحُوْمِ الْبُدْنِ (قربانیوں کے گوشت سے) اِلَّا ثَلٰثَ مِنًى (مگر منیٰ کے تین دنوں میں) مسند احمد ص۲۱۷ ج۳ و ص۲۷۸ ج۳)۔
فَرَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا
(پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بعد کو اجازت دے دی کہ کھاؤ اور ذخیرہ بناؤ مسند احمد ایضاً)

اس حدیث سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ جن تین دنوں میں گوشت رکھنے کی اجازت تھی وہ تین دن دس، گیارہ، بارہ ذوالحجہ کے ہیں کیونکہ منیٰ کے مقام پر دس ذوالحجہ کو قربانی کی جاتی ہے تو دو دن اور ملاؤ تو بارہ ذوالحجہ کو تین دن مکمل ہو جاتے ہیں فلہذا تیرہویں ذوالحجہ کو جب گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تھی تو قربانی کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے اور حضرت جابرؓ کی روایت صحیح مسلم ص۱۵۸ ج۲ میں یوں ہے۔

کنا لا نمسك لحوم	کہ ہم قربانیوں کے گوشت کو
الاضاحی فوق	تین دن سے زیادہ نہیں رکھا کرتے
ثلاثٍ فامرنا رسول	تھے پس رسول اللہ صلی اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ	علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ
وسلم ان نتزود	ان قربانیوں کے گوشت سے
منھا و ناکل منھا	ہم ذخیرہ کریں اور کھائیں یعنی
یعنی فوق ثلاثٍ	تین دن سے زیادہ کی صورت میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد میں تین دن سے زیادہ میں جو گوشت رکھنے کی پابندی تھی وہ اٹھالی گئی۔ اور اب سال تک بھی ذخیرہ بنا کر رکھ سکتے ہیں لیکن تین دن کی پابندی جو لاگو تھی اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ

چوتھے دن قربانی کی اجازت نہ تھی اگر چوتھے دن بھی قربانی کی اجازت ہوتی تو پھر تین دن کی پابندی کے بجائے چار دن کی پابندی لگائی جاتی تاکہ چوتھے دن کی قربانی رکاوٹ کی زد میں نہ آجائے۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ بس پہلے دن گوشت رکھ سکتے ہو دوسرے دن تمہارے گھر میں گوشت کی کوئی بوٹی موجود نہ ہو کیونکہ اگر حکم یوں ہوتا تو دوسرے دن قربانی کرنا بھی جائز نہ ہوتا اور اسی طرح یوں نہیں فرمایا کہ بس دو دن۔ دس۔ گیارہ کو گوشت رکھ سکتے ہو تیسرے دن تمہارے گھر میں گوشت کی کوئی بوٹی نہ ہو کیونکہ پھر تیسرے دن قربانی کرنا منع ہوتا پس اس حدیث سے تین دن کی قربانی کی اجازت معلوم ہوئی اور چوتھے دن کی قربانی کی ممانعت معلوم ہوئی۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

قاضی شوکانی و مولانا مبارکپوری غیر مقلدین کی گواہی

قال القاضي عياض يحتمل ان يكون ابتداء الثلاث من يوم ذبح الاضحية وان ذبحت بعد يوم النحر ويحتمل ان تكون من يوم النحر وان تأخر الذبح عنه قال وهذا اظهر ورجح ابن القيم الاول

قاضی عیاض مالکیؒ نے کہا کہ تین دن کی ابتداء کے بارے میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ وہ قربانی کے دن سے شروع ہو اگرچہ وہ قربانی دس ذوالحجہ کے بعد کی جائے دوسرا احتمال یہ ہے کہ ابتداء دس ذوالحجہ سے شروع ہو اگرچہ وہ قربانی اس دن سے مؤخر کر دے اور یہ زیادہ ظاہر ہے اور

وهذا الخلاف	ابن قیمؒ نے پہلے احتمال کو ترجیح
لا یتعلق به فائدۃ	دی ہے۔ لیکن اس اختلاف
الا باعتبار الاحتجاج	کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔
بذالک علی ان	سوا اس کے کہ اس حدیث
یوم الرابع لیس	سے حجت پکڑی جائے کہ
من ایام الاضحیۃ	چوتھا دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ
کذا فی النیل۔	کا دن) قربانی کے ایام
	میں سے نہیں (یعنی اس
(تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۳۶۰)	دن قربانی درست نہیں) نیل
	الاوطار میں ایسے ہی ہے۔

جب صریح حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ تین دن سے مراد ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ کے دن مراد ہیں تو اس کے مقابلہ میں کسی احتمال کی قطعاً گنجائش باقی نہ رہی اور چوتھے دن کی قربانی کی منع بھی ثابت ہو گئی۔ اور غیر مقلدین کے راہناؤں نے بھی تسلیم کر لیا کہ اگر پہلے دن کی ابتداء ۱۰ ذوالحجہ سے شروع ہو تو یقیناً چوتھا دن قربانی کا دن شمار نہ ہو گا فلہٰذا نرالے شیخ الحدیث کا ہم پر یہ الزام کہ اس حدیث کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں یہاں تو صرف گوشت رکھنے کی بات ہے اور اندھے بہو کے حافظ کی مثال ہم پر فٹ کرنا۔ انسانیت و شرافت کے دائرہ سے باہر نکلنے کا مظاہرہ ہے اس محروم البصیرۃ نرالے شیخ الحدیث کو قاضی شوکانی و مولانا مبارکپوری کی عبارت کو بار بار پڑھ کر اپنے اندھے پن کی اپنے آپ کو خود داد دینی چاہیے۔ پھر وَیَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۔ قرآن کی آیت جو منافقین اور کفار کے بارے میں وارد ہوئی ہے

...م پر خواہ مخواہ فٹ کر دینا بہت بڑی بے حیائی و بے غیرتی کا مظاہرہ ہے۔

ے دنیا میں ڈھیٹ اور بے حیا، اور بھی دیکھے ہیں
لیکن سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

یہ حدیث چونکہ بہت سے صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اس لئے ان صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی اور حدیث کی کتابوں کا نام ذکر کر دیتا ہوں۔

دلیل نمبر ۶

حضرت ابو سعید خدریؓ (صحیح مسلم ص۱۵۸ ج۲ و مسند احمد ص۵۷ ج۳ و ص۶۳ ج۳ و ص۶۶ ج۳ و مستدرک حاکم ص۲۲۲ ج۴)۔

دلیل نمبر ۷

حضرت عبداللہ بن واقد (صحیح مسلم ص۱۵۸ ج۲)۔

دلیل نمبر ۸

حضرت بُریدہؓ (صحیح مسلم ص۱۵۹ ج۲)

دلیل نمبر ۹

حضرت نبیشہؓ (ابو داؤد ص۳۳ ج۲ و سنن دارمی ص۶ ج۲ و بیہقی ص۲۹۲ ج۹)۔

دلیل نمبر ۱۰

حضرت قتادہؓ بن النعمان البدریؓ (مسند احمد ص۱۵ ج۴ و ص۱۶ و بیہقی ص۲۹۲ ج۹)۔

دلیل نمبر ۱۱

حضرت انسؓ (مسند احمد ص۲۵۰ ج۳)۔

دلیل نمبر ۱۲

حضرت زبیرؓ (مسند احمد ص۱۶۶ ج۱ و مجمع الزوائد ص۲۷ ج۴)۔

دلیل نمبر ۱۳

حضرت عبداللہؓ بن مسعود (مستدرک حاکم ص ۲۷۵/۱ و مسند احمد ص ۴۵۲/۱ و مجمع الزوائد ص ۲۷/۴)۔

دلیل نمبر ۱۴

حضرت عبداللہؓ بن عمرو (طبرانی صغیر والاوسط بحوالہ مجمع الزوائد ص ۲۷/۴)

دلیل نمبر ۱۵

حضرت ثوبانؓ (طبرانی کبیر ص ۹۴ ج ۲ تا ص ۹۵)

دلیل نمبر ۱۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ (طبرانی کبیر ص ۲۶۳ ج ۱۱)

نوٹ :۔ یہ سولہ ۱۶ صحابہ کرامؓ سے روایت مروی ہے لیکن یہ راقم الحروف کے مطالعہ کی بناء پر ہے ہوسکتا ہے سولہ ۱۶ سے بھی زیادہ سے مروی ہو اور بعض سندیں کمزور بھی ہیں لیکن صحیح سندوں کی بناء پر ان کا ضعف ختم ہوجاتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۷

مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر قال الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ۔ (موطا مالك ص ۴۹۷)	حضرت امام مالکؒ نافعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دو دن ہیں دس ذوالحجہ کے بعد۔

دلیل نمبر ۱۸

مالك انه بلغه عن	حضرت امام مالکؒ فرماتے

علي بن ابي طالب مثل ذالك ـ
(موطا امام مالك ص ۱۹۷)

ہیں کہ انہیں حضرت علیؓ سے بھی تین دن قربانی کرنے کی روایت پہنچی ہے۔

یہ روایت اگرچہ منقطع ہے لیکن اس کی اصل سندیں موجود ہیں مثلاً علامہ ابن
لکھتے ہیں:

ورويناه من طريق اسمعيل بن اسحق نا علي بن عبد الله نا عبيد الله بن موسى عن ابن ابي ليلى عن زر ونافع قال زر عن علي بن ابي طالب وقال نافع عن ابن عمر ثم اتفق علي وابن عمر قالا جميعاً الايام المعدودات يوم النحر ويومان بعده اذبح في ايها شئت وافضلها اولها۔

کہ ہم نے اسمعیل بن اسحق عن علی ابن المدینی عن عبیداللہ عن ابن ابی لیلیٰ عن زر و نافع کے طریق روایت کیا ہے زرؒ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں اور نافعؒ حضرت ابن عمرؓ سے کہ ایام معدودات ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ کے دن ہیں جس دن قربانی کرتے رہو مرضی ہے لیکن افضل پہلا دن ہے۔
(محلی ابن حزم ص ۲۲۰ ج ۷ مسئلہ ۹۱۴)

حافظ الیاس صاحب اثری نے ایک روایت محلی ابن حزم ص ۲۷ ج ۷ سے
ن ہے اور اعتراض کیا ہے کہ ابن ابی لیلیٰ ضعیف ہے (ایام قربانی ص ۲۵)
حالانکہ اس کی سند میں ابن ابی لیلیٰ جو راوی واقع ہے اس کی حدیث
درجہ کی ہے جبکہ حضرت علیؓ سے اس کے خلاف کسی سند صحیح سے تو

کی اس سند ضعیف سے بھی ہر زنا نہیں ہے۔

نیز محدث عبد بن حمیدؒ اور محدث ابن ابی الدنیاؒ اور محدث ابن ابی حاتمؒ نے باقاعدہ اپنی سند سے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ ایام معلودات جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس سے مراد تین دن قربانی کے ہیں یعنی ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ افضل پہلے دن قربانی کرنا ہے۔

بحوالہ دُرِّ منثور ص ۲۴۴ ج ۱ و تفسیر فتح القدیر ص ۲۰۶ ج ۱ للشوکانی غیر مقلد۔

دلیل نمبر ۱۹

علامہ عینیؒ مختصر الکرخی کے حوالہ سے یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر محمد بن	ابوبکر محمد بن الجنید ابو خیثمہ
الجنید قال حدثنا ابو خیثمة	ھشیم۔ ابن ابی لیلیٰ منہال بن
قال حدثنا ھشیم قال	عمرو۔ زر بن جیش و عبادۃ
اخبرنا ابن ابی لیلیٰ عن	بن عبد اللہ الاسدی حضرت
المنهال بن عمرو عن زر	علیؓ سے روایت کرتے ہیں
بن جیش و عبادة بن	کہ انہوں نے فرمایا کہ قربانی
عبد الله الاسدی عن	کے تین دن ہیں ان میں سے
علی رضی الله عنه انه كان	پہلا دن افضل ہے قربانی
یقول ایام النحر ثلثة	کرنے کے لیے اور حضرت
ایام اولهن افضلهن	ابن عباسؓ اور حضرت
وعن ابن عباس وابن	ابن عمرؓ سے روایت
عمر رضی الله عنهم مثله	کرتے ہیں کہ ان دونوں
قالا النحر ثلثة ایام	حضرات نے فرمایا

اولها افضلها۔	قربان کے تین دن ہیں

(عمدة القاری شرح البخاری ص۱۴۸ ج۲۱) افضل پہلا دن ہے۔

دلیل نمبر ۲۰

علامہ ابن الترکمانی (الجوہر النقی مع البیہقی ص۲۹۶ ج۹) میں اور علامہ عینی عمدة القاری ص۱۴۸ ج۲۱ میں فرماتے ہیں:

وقد ذکر الطحاوی	کہ امام طحاویؒ نے احکام
فی احکام القرآن	القرآن میں کھری اور عمدہ
بسند جید عن ابن عباس	سند سے حضرت ابن عباسؓ
قال الاضحیٰ یومان بعد	سے روایت کیا ہے انہوں
یوم النحر۔	نے فرمایا کہ دس ذوالحجہ کے
	بعد قربانی کے دو دن ہیں

دلیل نمبر ۲۱

مولانا محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کا اثر

من طریق ابن ابی	ابن ابی شیبہ سے ہے کہ
شیبۃ نا زید بن	ہمیں زید بن حباب نے معاویہ
الحباب عن معاویۃ	بن صالح سے بیان کیا انہوں
ابن صالح حدثنی	نے ابو مریم سے انہوں نے کہا
ابو مریم سمعت	کہ میں نے ابوہریرہ سے
ابا هریرة یقول الاضحیٰ ثلثة	سنا ہے کہ قربانی تین دن

ایام رضحلی ص۳۷۷ ج ۲) ۔ ہے ۔

دلیل نمبر ۲۱

حضرت انسؓ کا اثر

من طریق وکیع عن	وکیع نے شعبہ سے نقل کیا
شعبۃ عن قتادۃ	ہے انہوں نے قتادہ سے
عن انس قال الاضحیٰ یوم	انھوں نے انسؓ سے
النحر ویومان بعدہٗ ۔	قربانی دسویں ۔ گیارہ و بارہ
(محلی ص۳۷۷ ج ۷) ۔	تاریخ تک ۔ ہے ۔

پھر حافظ اثری صاحب نے حضرت ابن عمرؓ کا اثر موطا امام مالکؒ حوالہ سے نقل کر کے فرمایا یہ تینوں اقوال (حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ ا حضرت عمرؓ (صحیح ابن عمر ہے) کا سنداً صحیح و درست ہیں ۔

(ایام قربانی ص۳۹ تا ص۴۰)

دلیل نمبر ۲۲

حافظ ایاس صاحب تحریر کرتے ہیں ۔

حضرت ابن عباسؓ کا اثر

من طریق ابن ابی لیلیٰ	ابن ابی لیلیٰ منہال بن عمرو
عن المنهال بن	سے وہ سعید بن جبیر سے
عمرو عن سعید بن	وہ ابن عباسؓ سے نقل
جبیر عن ابن عباس النحر	کیا ہے کہ قربانی تین دن

ثلثة ایام (معلی ص۴۷) ہیے۔

یہ اثر بھی بوجہ ابن ابی لیلیٰ ضعیف و کمزور ہے لہذا قابل احتجاج نہیں ہے (ایام قربانی ص۲۶)۔

الجواب

ابن ابی لیلیٰ حسن درجہ کا ہے کسی ثقہ راوی نے ان کے خلاف روایت نہیں کی پس ابن ابی لیلیٰ کی روایت صحیح ہے۔ دوسرے دلائل اس کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا اثر ایک دوسری سند سے نقل کرکے اثری صاحب نے جرح کی ہے جو قابل التفات نہیں کیونکہ جب سندیں بہت ہیں تو وہ ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں۔

دلیل نمبر۲۴

اثری صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا اثر

من طریق ابن ابی شیبة	ابن ابی شیبہ سے روایت ہے
نا جریر عن منصور	کہ ہمیں جریر سے منصور نے
عن مجاهد عن مالك	بیان کیا ہے انہوں نے مجاہد
بن ماعز او ماعز بن	نے انہوں نے مالک بن ماعز
مالك الثقفی ان اباه	یا ماعز بن مالک ثقفی سے کہا
سمع عمر یقول انما النحر	کہ ان کے باپ نے عمرؓ سے
فی هذه الثلاثة الایام۔	سنا ہے قربانی صرف ان تین

(معلی ص ۳۷۷/۲) دنوں میں ہے۔

اس سند میں مالک بن ماعز یا ماعز بن مالک راوی کا ترجمہ کتب متداولہ میں نہیں ہے لہذا مجہول معلوم ہوتا ہے (ایام قربانی ص ۲۸ تا ص ۲۹)

الجواب

یہ راوی مجہول بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ دوسری روایات سے قربانی صرف تین دنوں میں کرنا ثابت ہے فلہذا یہ روایت بھی ان کے موافق ہونے کی وجہ سے قابل عمل ہے الحاصل کسی صحابیؓ سے ثابت نہیں کہ قربانی چوتھے دن یعنی تیرھویں ذوالحجہ کو کرنا جائز ہے۔ اور نہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنا جائز ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر مقلدین حضرات کی شرارت سے بچ کر رہیں اور اپنی قربانی ضائع نہ کریں غیر مقلدین کا مقصد سوائے شرارت اور فساد کے اور کچھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ہدایت نصیب کرے (آمین)

لطیفہ

اس رسالہ کے مکمل ہو جانے کے بعد محمد خالد صاحب انصاری نے ایک رسالہ ایام قربانی مولانا بشیر الرحمٰن بن محمد حسین نور پوری غیر مقلد کا میرے پاس لائے جو کسی دیوبندی حنفی کے ایک گمنام خط کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس رسالہ میں مولانا بشیر الرحمٰن نے اپنی جہالت و حماقت کا پورا پورا ثبوت فراہم کیا ہے انہوں نے ایک روایت یوں نقل کی ہے۔

عن جبیر بن مطعم عن ابیہ ان رسول اللہ قال

باب دوم

فریق مخالف کے دلائل و کمالات

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب

کمال نمبر ۱

حضرت شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں" امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بزار نے اپنی مسند میں حضرت جبیر بن مطعم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ایام التشریق کلھا ایام ذبح۔ کہ ایام تشریق سارے ذبح کے دن ہیں۔ یہ وہ حدیث ہے جس میں عمرو بن دینار حضرت جبیر بن مطعم سے ذکر کرتے ہیں اور جبیر بن مطعم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی انقطاع نہیں یہ متصل اور صحیح روایت ہے (مسائل قربانی صلا)

الجواب

صحیح ابن حبان اور مسند بزار میں اس سند سے یہ روایت قطعاً موجود نہیں ماشاء اللہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب غیر مقلدین کے شیخ الحدیث بھی ہیں اور خیر سے جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر بھی ہیں (بہت خوب) صحیح ابن حبان صـ۶۲ ج ۷ میں سند کا آخری حصہ یوں ہے

سعید بن عبد العزیز عن سلیمن بن موسی عن

عبد الرحمٰن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور اسی سند سے موارد الظمآن الی زوائد ابن
حبان ص ۲۴۹ نمبر ۱۰۰۸ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ مسند بزار میں یہ روایت
سندوں سے مروی ہے۔

(۱) سلیمن بن موسیٰ عن عبد الرحمٰن بن ابی حسین عن
جبیرؓ بن مطعم۔ اور اس سند کو امام بزارؒ منقطع قرار دیتے
ہیں اور فرماتے ہیں عبد الرحمٰن بن ابی حسین کی حضرت جبیرؓ بن مطعم سے
ملاقات نہیں ہے یعنی ان کا زمانہ نہیں پاسکے دیکھئے (تلخیص الحبیر ص۴۵
الدرایہ ص ۲۱۵ ج ۲ نصب الرایہ ص ۲۱۲ ج ۴)۔

(۲) دوسری سند یوں ہے سلیمن بن موسیٰ عن نافع بن
جبیر عن ابیہ (جبیر بن مطعم) اس کے بارے میں امام
بزارؒ فرماتے ہیں کہ نافع بن جبیر کا واسطہ اس سند میں صرف سوید بن
عبد العزیز بڑھاتا ہے اور یہ حافظ نہیں (اس کا حافظہ خراب ہے
اور یہ سوید بن عبد العزیز حجت پکڑنے کے قابل نہیں جب اکیلا ہو
(نصب الرایہ ص ۲۱۳ ج ۴)

خلاصہ یہ ہوا کہ امام بزارؒ کے نزدیک یہ روایت منقطع ہے اور سوید
بن عبد العزیز جو سلیمن بن موسیٰ اور جبیرؓ بن مطعم کے درمیان نافع بن جبیر کا
واسطہ بڑھا کر اس روایت کو متصل بیان کرتا ہے یہ سوید کی زبردست غلطی
ہے اس کی تائید کسی راوی نے نہیں کی۔

امام احمدؒ پر بہتان و افتراء

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان نے حضرت امام احمدؒ پر یہ بہتان بھی لگا دیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی انقطاع نہیں یہ متصل اور صحیح روایت ہے۔ حالانکہ امام احمدؒ کا یہ فرمان دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں
ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

جب کہ علامہ ابوبکر الجصاص الرازی الحنفیؒ المتوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

وھذا احدیث قد ذکر	اس حدیث کے بارے
عن احمد بن حنبلٍ	میں امام احمدؒ سے پوچھا گیا تو
انہٗ سئل عن ھذا	انہوں نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن
الحدیث فقال لم یسمعہ	بن ابی حسین نے اس حدیث
ابن ابی حسینٍ من	کو حضرت جبیرؓ بن مطعم سے
جبیر بن مطعم واکثر	نہیں سنا اور ابن ابی حسین کی
روایتہ عن سھوٍ۔	اکثر روایتیں سہو (نسیان)
(احکام القرآن ص ۲۳۴ ج ۳)	پر مبنی ہیں۔

نیز عبدالرحمٰن بن ابی حسین مجہول قسم کا راوی ہے اس کی توثیق ابن حبانؒ کے سوا کسی محدث سے ثابت نہیں نہ اس کی ولادت معلوم ہے نہ اس کی وفات معلوم ہے نہ اس کے دیگر احوال معلوم ہیں۔

عمرو بن دینار

عمرو بن دینار کی روایت جبیرؓ بن مطعم سے یہ سنن کبریٰ بیہقی ص۲۹۶ ج۹ اور سنن دارقطنی ص۲۸۴ ج۴ میں موجود ہے اس سند میں کئی خرابیاں ہیں لیکن ہم صرف دو باتوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(۱) عمرو بن دینار کی حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں کیونکہ حضرت جبیرؓ بن مطعم کی وفات ۵۶ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی ہے دیکھئے (تہذیب التہذیب ص۶۴ ج۲)

جبکہ عمرو بن دینار کی وفات ۱۲۵ھ یا ۱۲۶ھ میں ہوئی ہے (تہذیب التہذیب ص۳۰ ج۸) جبکہ تقریب التہذیب میں ۱۲۶ھ میں وفات لکھی ہے اور کل عمر عمرو بن دینار کی ستر سے زائد ہے (تہذیب التہذیب)

اس لحاظ سے عمرو بن دینار کی پیدائش ۵۵ھ یا ۵۶ھ میں بنتی ہے اگر حضرت جبیرؓ بن مطعم کی وفات ۵۶ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہو تو عمرو بن دینار کی ملاقات قطعاً متصور نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم کے شاگردوں میں عمرو بن دینار کا نام نہیں ملتا اور عمرو بن دینار کے استاذوں میں حضرت جبیرؓ بن مطعم کا نام نہیں ملتا البتہ حضرت جبیرؓ بن مطعم کے لڑکے محمدؒ اور نافعؒ اس عمرو دینار کے استاذ یقیناً ہیں۔

(۲) دوسری خرابی یہ ہے کہ اس سند کا ایک راوی احمد بن عیسیٰ التنیسی الخشاب ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے اور وضاع (جھوٹی روایتیں از خود گھڑنے والا) ہے۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں قوی نہیں ہے محدث ابن طاہرؒ فرماتے ہیں۔

كَذَّابٌ يَضَعُ الحَدِيثَ (بہت بڑا جھوٹا ہے جعلی حدیثیں بناتا ہے)

ابن حبانؒ بھی سخت ضعیف قرار دیتے ہیں محدث مسلمؒ فرماتے ہیں:
كَذَّابٌ حَدَّثَ بِأَحَادِيثَ مَوْضُوعَةٍ (بہت بڑا جھوٹا ہے جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے) محدث اور مؤرخ ابن یونسؒ فرماتے ہیں۔
وَكَانَ مُضْطَرِبَ الحَدِيثِ جِدًّا (اور سخت مضطرب الحدیث ہے) لسان المیزان ص ۲۴۱ ج ۱ ۔

علامہ ذہبیؒ المغنی فی الضعفاء میں لکھتے ہیں:

واسرف ابن طاهر فقال كذاب يضع الحديث قلت نعم عرأيت للخشاب في موضوعات ابن الجوزي الامنا ثلثة انا وجبريل ومعاوية فصلات ابن طاهر ۔	اور محدث ابن طاہر حد سے بڑھ گئے انہوں نے اس راوی کو کذاب جھوٹی حدیثیں بنانے والا کہا ہے میں (ذھبی) کہتا ہوں درست ہے میں نے بھی اس الخشاب راوی کی ایک جھوٹی روایت موضوعات ابن الجوزی میں دیکھی ہے کہ امین تین ہیں میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور جبریلؑ اور معاویہؓ پس ابن طاہرؒ نے اس راوی کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے ۔

(بحوالہ شذرات الذھب ص ۳۶۶ ج ۲)

علامہ الدانی بن منداء لکھتے ہیں:

اَلْخَتَّابُ هٰذَا فَاتِہٗ' کذاب ہے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص۲۹۲ ج۱ یہ
یہ خشاب بیشک بہت بڑا جھوٹا ہے نیز دیکھیئے میزان الاعتدال ص۱۲۶ ج۱ و کامل ابن عدی ص۱۹۴ ج۱ و تقریب ص۵۳
نیز اسی سند کے ایک راوی ابو معید بھی ہیں۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی
غیر مقلد اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

والبو معید بمتناۃ فیہ لین (التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی
ص۲۸۴ ج۴) اور ابو معید راوی میں کمزوری ہے۔ اندازہ کریں کہ روایت منقطع ہے
جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ مگر عظیم آبادی صاحب اس پر پردہ ڈالتے ہوئے
ابو معید راوی کی کمزوری نقل کر رہے ہیں وہ اصل خرابی کا نام تک نہیں لیتے
کبھی ابو معید سے دفاع کرتے ہیں کبھی عمرو بن ابی سلمہ سے کبھی سلیمان بن موسیٰ سے۔
فوااسفاً: اور یہی حالت الیاس اثری کی ہے۔
فوا اسفاً اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت
اہل حدیث پاکستان اس سند کو متصل اور روایت کو صحیح کہہ رہے ہیں بلکہ اس کی
صحت کا امام احمدؒ پر افتراء و بہتان بھی لگا رہے ہیں ماشاء اللہ غیر مقلدین
کے شیخ الحدیث ایسے ہی نرالے ہوا کرتے ہیں۔

ــہ شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
جا کر کے جو دیکھا تو عمامے کے سوا ہیچ

محترم مولانا الیاس اثری

محترم اثری صاحب لکھتے ہیں اس حدیث میں انقطاع کا وہم غلط ہے
دنکہ جبیر بن مطعم کے تین شاگرد ہیں جناب عبدالرحمٰن بن ابی حسین جناب
نافع اور عمرو بن دینار ہیں۔ (ایام قربانی ص۱۱)

الجواب

حافظ صاحب آخر مرنا ہے خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی حسین کے متعلق محدثین کرامؒ کا فیصلہ ہے کہ اس نے حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ملاقات کی ہے نہ ان سے کچھ سُنا ہے تو شاگرد کیسے ہوا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) امام احمدؒ امام بزارؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی حسین نے اسس حدیث کو نہ تو حضرت جبیر بن مطعم سے سُنا ہے اور نہ ہی ان سے ملاقات کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ بھی اس کا منقطع ہونا نقل کر کے اس کی تردید نہیں کرتے چنانچہ فرماتے ہیں:

وابن حبان من حدیث	کہ ابن حبانؒ نے اس حدیث
جبیر بن مطعم من روایۃ	کو عبدالرحمٰن بن ابی حسین عن
عبدالرحمٰن بن ابی	جبیر بن مطعم کی سند سے روایت
حسین عنہ واوردہ البزار	کیا ہے اور بزارؒ نے اس سند
من ھذا الوجہ وقال انہ منقطع	سے یقیناً منقطع ہے۔

بلکہ ابن حجرؒ کا اپنا فیصلہ صراحت کیسا موجود ہے۔

وفی اسنادہ انقطاع	کہ اس حدیث کی سند میں
فانہ من روایۃ	انقطاع ہے کیونکہ یہ عبداللہ
عبد اللہ بن عبدالرحمٰن	بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین
	عن جبیر بن مطعم کی سند سے
بن ابی حسین عن	مروی ہے اور اس کی حضرت
جبیر بن مطعم ولم یلقہ قالہ البزار	جبیرؓ سے ملاقات نہیں ہوئی
(تلخیص الحبیر ص ۲۵۵ ج ۲)	امام بزارؒ نے یہی فرمایا ہے

نوٹ ، عبداللہ کا ذکر کرنا وہم ہے صحیح عبدالرحمن ہے یعنی اس روایت کا راوی بیٹا نہیں بلکہ باپ عبدالرحمن ہے ۔

مولانا عبیداللہ عفیف غیر مقلد لکھتے ہیں ۔ لیکن ان تمام طرق کو علامہ زیلعیؒ اور امام ابن قیمؒ نے منقطع قرار دیا ہے (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ص ۲۴ ۳۱ جولائی د ۷ اگست ۱۹۸۷ء)

خود حافظ محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں :

(ابن القیم کا کہنا ہے) کہ	ان حدیث جبیر بن
حدیث جبیر منقطع ہے ۔	مطعم منقطع لا یثبت
(ایام قربانی ص ۱۲)	وصلہ (زاد المعاد)

البتہ اثری صاحب نے تاکیدی لا یثبت وصلہ کا ترجمہ نہیں کیا ۔ جس کا معنی یہ ہے کہ اس روایت کا متصل ہونا ثابت نہیں ۔ یہ خیانت اثری صاحب نے اس لیے کی ہے کہ ان کے دل میں یہ برداشت نہ ہو سکی کہ جلتی آگ پر تیل چھڑکا جائے اور اثری صاحب نے اس رسالہ میں کئی خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے جیسا کہ بیان ہو گا انشاءاللہ تعالیٰ ۔

مولانا محمد اسمٰعیل سلفی غیر مقلد فرماتے ہیں :

جبیر بن مطعم کی حدیث مختلف طرق سے مقطوع مرفوع ثقات ضعاف سب سے مروی ہے تمام طرق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۶۹ ج ۱۳) نیز فرماتے ہیں :

بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں بلکہ مؤید ہے اصل بنیاد دونوں مسلکوں میں مشابہت ہے جہاں دونوں کا

ذکر ہے وہاں تیسرے سے ردکنا کا کوئی قرینہ نہیں رجیسے اہل بدعت اپنے رسم وبدعت کو ثابت کرنے کے لیے یہی بات کہا کرتے ہیں۔ ڈیروی)۔ (فتادیٰ علمائے حدیث ص ۱۷۱ ج ۱۲)۔

مولانا محمد بشیر بھوپالی غیر مقلد فرماتے ہیں :

تیسری دلیل امام شافعی کی ہے ان کی دلیل حدیث جبیر بن مطعم ہے جس میں یہ زیادت ہے دفی کل ایام تشریق ذبح۔ جمہور محققین نے تصریح کی ہے کہ یہ زیادت غیر محفوظ ہے اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے اگر کسی طریق کو ترجیح دی جائے تو اضطراب رفع ہو جاتا ہے لیکن انقطاع باقی رہتا ہے کیونکہ کوئی طریق راجح انقطاع سے خالی نہیں ہے اور اگر کسی طریق کو ترجیح نہ دی جائے تو اضطراب ثابت رہتا ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ حافظ نے تخریج ہدایہ میں لکھا ہے واخرجہ الدارقطنی من وجہین اخرین موصولین فیہما ضعف انتہیٰ پس دونوں طریق کی وجہ سے اس حدیث کی تقویت ہو جائے گی تو جواب یہ ہے کہ یہ طریق کوئی جدید نہیں ہیں بلکہ طرق موجبہ اضطراب ہیں جو سب ضعف میں داخل ہیں اور اگر کوئی کہے کہ اس باب میں ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے یہ دونوں روایتیں حدیث جبیر بن مطعم کی تقویت کے لیے کافی ہیں تو جواب یہ ہے کہ حدیث ابوہریرہ وابوسعیدؓ موضوع ہیں یا شدید الضعف اس لیے تقویت نہیں کر سکتی ہیں اور منقطع ومضطرب جمہور بلکہ کل محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہے (فتادیٰ علمائے حدیث ص ۱۷۸ ج ۱۲)

اب حافظ محمد الیاس اثری پر لازم ہے کہ وہ عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی ولادت اور وفات کی تاریخیں بیان کر کے حضرت جبیر بن مطعم سے ملاقات

ثابت کرے ورنہ غلط بات سے توبہ کر لے تاکہ (روز) قیامت شرمندگی نہ اٹھانی پڑے لیکن ضد وھٹ دھرمی توبہ کرنے میں آڑے آتی ہے خوش نصیب آدمی ہی ضد کو چھوڑا کرتے ہیں۔

تو عبدالرحمٰن بن ابی حسین کو شاگرد بنانا حضرت جبیر بن مطعم کا نانا انصافی اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔

— سوال: مولانا محمد اسماعیل صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔ الحافظ ابن تیمیہ نے جبیر بن مطعم کی حدیث کے بعض طرق ذکر کرکے فرمایا۔

ھذا الطرق التی روی بھا کلھا منقطعات ولکن رواہ ابن حبان فی صحیحہ موصولاً بنحو ھذا المتن (منتقی الاخبار ص ۲۸/۲۷)۔

یہ تمام طرق منقطع ہیں لیکن ابن حبان نے یہ متن موصول بیان کیا ہے۔

یہ عبارت منتقیٰ کے مصری نسخہ میں ہے غالباً ہندوستانی نسخہ میں نہیں اس سے ظاہر ہے کہ ابن حبان نے اس متن کو موصولاً بیان کیا ہے گویا انقطاع کی علت جاتی رہی اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے تو یہ مسلک بہت جلد مضبوط ہو جائے گا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۱/۱۲)

— الجواب: منتقی کے نسخہ میں یہ عبارت غیر مقلدین کے معصوم ہاتھوں کی کاروائی ہے کیونکہ صاحب منتقی ابوالبرکات عبدالسلامؒ (المتولد ۵۹۰ھ المتوفی ۶۵۲ھ) امام احمد بن عبدالحلیم الحرانیؒ مشہور ابن تیمیہؒ کے دادا ہیں اس نسخہ کا نہ تو امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتابوں میں حوالہ دیا ہے نہ ابن تیمیہؒ کے شاگردوں میں سے کسی نے اس نسخہ کا حوالہ دیا ہے ابن قیمؒ و ابن کثیرؒ بھی امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد ہیں۔

قاضی شوکانی غیر مقلد نے اس کی شرح لکھی ہے جو نیل الاوطار کے نام سے مشہور ہے جو حامل متن ہے اس شرح والے نسخہ میں بھی یہ عبارت نہیں ہے خود قاضی شوکانی

نے بھی اس نسخہ کا ذکر شرح میں نہیں کیا انگریز کے دور سے غیر مقلدین نے کتابوں میں تحریف کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس کا ذکر راقم الحروف نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالبین میں کر دیا ہے لیکن ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امراً۔

اب منتقی الاخبار مترجم اردو مولانا محمد داؤد راغب رحمانی غیر مقلد کے ترجمہ کے ساتھ دار الدعوۃ السلفیہ لاہور نے شائع کی ہے اور اس کے صفحہ ۱۰۵ ج ۱ میں یہ محرف شدہ عبارت بھی درج کر دی گئی ہے (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) تحریف کرنا یہودیوں کا شیوہ ہے جس کو غیر مقلدین نے اپنا رکھا ہے۔ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی بھی اپنی اس عبارت اگر یہ ثابت ہو جائے تو یہ مسلک بہت جلد مضبوط ہو جائے گا۔ سے اس کے محرف ہونے کا اقرار دبے الفاظ میں کر چکے ہیں۔

اگر یہ نسخہ بفرض محال ثابت بھی ہو جائے تب بھی ابن حبانؒ کی روایت متصل نہیں ہو سکتی کیونکہ عبد الرحمٰن بن ابی حسین کا سماع حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ثابت نہیں ائمہ کرامؒ نے یہی فیصلہ دیا ہے سماع کا دعویٰ بلا دلیل قبول نہیں ہو سکتا نہ تو صیغہ ذالہ بر سماع موجود ہے نہ اس راوی کی ولادت اور وفات معلوم ہے تو مجہول راوی سے غیر مقلدین کا مذہب کیسے مضبوط ہو گا (لا حول ولا قوۃ الا باللہ)

سوال نمبر ۲

حافظ محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں: اعتراض۔ علامہ بزار نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی ہے لہذا یہ سند قابل استدلال نہ ہوئی جواب جناب زیلعی حنفی (وفات ۷۶۲ھ) اپنی

معروف کتاب نصب الرایہ میں اس اعتراض کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ۔

ورواہ البیہقی فی المعرفۃ ولم یذکر انقطاعاً (ص ۲۱۲ ج ۴)

اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی کتاب معرفۃ (السنن والآثار) میں نقل کیا ہے اور انقطاع کا بالکل ذکر نہیں کیا ۔

مذکور الصدر تحقیق کے بعد بلا شبہ یہ حدیث درست وصحیح قابل دلیل واستناد اور لائق استدلال واحتجاج ہے ۔ خصوصاً جب اس کی توثیق وتثبیت (بناءً علی عدم الجرح والتنقید) زیلعی حنفی نقل فرما رہے ہیں وشہد شاہد من اہلہا ۔ نیز امام بیہقی (وفات ۴۵۸ھ) نے سند نمبر ۱ (ابن ابی حسین والی) اپنی سنن میں ذکر کی ہے اور بالکل کوئی جرح وتنقید نہیں فرمائی اس میں اگر کوئی عیب (انقطاع کا) ہوتا تو ضرور نقل کر دیتے (ایام قربانی ص ۱۱ تا ص ۱۲)

الجواب

جھوٹ بولنا دھوکہ کرنا حرام ہے لیکن حافظ اثری صاحب شاید اپنے مذہب کی ترویج کے لیے جائز جانتے ہیں ۔ علامہ زیلعیؒ امام بیہقیؒ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ انھوں نے انقطاع کا ذکر نہیں کیا حالانکہ انہیں خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہیے تھی چنانچہ اثری صاحب کے ہم مسلک مولانا عبید اللہ عفیف صاحب لکھتے ہیں "لیکن ان تمام طرق کو علامہ زیلعی اور امام ابن قیمؒ نے منقطع قرار دیا ہے (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ص ۲۴ ۔ ۲۱ جولائی و ۷ اگست ۱۹۸۶ء) جب علامہ زیلعیؒ کے ہاں یہ سب طرق منقطع ہیں تو کیا وہ بیہقیؒ کے انقطاع نہ ذکر کرنے کی وجہ سے خوش ہو رہے ہیں اور بیہقیؒ کی تائید کر رہے ہیں (سُبحانک ھٰذا بُہتانٌ عظیمٌ)

اثری صاحب خدا تعالیٰ کا خوف کرو اپنی جماعت کو خوش کر کے رب قہار

کا غضب نہ خریدو۔

باقی امام بیہقیؒ کا کسی روایت پر سکوت کرنا یہ اس کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں کسی محدث نے یہ ضابطہ نہیں لکھا کہ امام بیہقیؒ کا سکوت کرنا اس روایت کی صحت کی دلیل ہے بلکہ امام بیہقیؒ کا کسی روایت کو جید اور صحیح کہنا بھی اس کی صحت کی دلیل نہیں جبکہ یہ تصحیح محدثین کرامؒ کے اصول کے خلاف ہو مثلاً ابراہیم بن ابی اللیث کی ایک روایت کو امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ ص ۱۲۶ ج ۲ میں ھٰذا اِسْنَادٌ جَیِّدٌ (کہ اس کی سند کھری اور عمدہ ہے) حالانکہ ابراہیم بہت بڑا جھوٹا خبیث قسم کا راوی ہے دیکھئے (لسان المیزان ص ۹۲ ج ۱ تا ص ۹۳ تاریخ بغداد ص ۱۹۴ ج ۶ تا ص ۱۹۶)

دوسری مثال: امام بیہقیؒ سنن کبریٰ ص ۲۰۲ ج ۲ میں تین روایات ذکر کرکے فرماتے ہیں ھٰذہٖ روایاتٌ صحیحۃٌ متصلۃٌ (کہ یہ روایات صحیح اور متصل ہیں) حالانکہ اس کی سند میں ابو البحر محمد بن الحسن البربہاری واقع ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے دیکھئے (میزان الاعتدال ص ۴۵ ج ۲)

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ غیر مقلد لکھتے ہیں "امام بیہقیؒ اگرچہ ایک محدث مشہور ہیں مگر ان کا کوئی قول بلا دلیل معتبر نہیں ہو سکتا (تحقیق الکلام ص ۳۶ ج ۲ المکتبۃ الاثریہ)۔

محترم اثری صاحب

امام بیہقی کے نزدیک یہ روایت اضطراب کی وجہ سے ضعیف ہے امام بیہقیؒ نے بیہقی ص ۲۹۸ ج ۹ میں اس کا ذکر کیا ہے مگر آپ انکے اس صریح فیصلے کو قبول نہیں کرتے۔ اثری صاحب شرم وحیاء سے کام لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے (آمین)

جھوٹ ۳: اثری صاحب لکھتے ہیں "مزید یہ کہ بقول زیلعی یہ حدیث

ابن حبان میں موصولاً (بغیر انقطاع کے) مذکور ہے (ایام قربانی ص۱۲)

الجواب

یہ اثری صاحب کا علامہ زیلعیؒ پر نرا بہتان ہے۔ موصولاً کے الفاظ نصب الرایہ زیلعی میں قطعاً موجود نہیں جھوٹ بول کر اثری صاحب اپنی عاقبت برباد کر رہے ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے آمین۔

یک چشم گل ہے مگر عیب سے سالم ہے

حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں "اور زیلعی نے بحوالہ بزار نقل کیا ہے۔ حدیث ابن ابی حسین هو الصواب مع ان ابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم۔ ابن ابی حسین کی حدیث صحیح ہے باوجود اس میں انقطاع ہے (ایام قربانی ص۱۲)

الجواب

اثری صاحب بھی بڑے عجیب آدمی ہیں اجتماع ضدین ان کے نزدیک محال نہیں۔ حدیث صحیح بھی ہے اور منقطع بھی ہے حالانکہ اجتماع ضدین عقلاء کے ہاں محال ہے۔ جو حدیث صحیح ہوتی ہے وہ انقطاع سے سالم ہوتی ہے۔ اگر انقطاع کی علت پائی جائے تو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہ تو وہی بات ہوئی ہے کہ ان کا جسم تمام عیوب سے سالم ہے باوجودیکہ یک چشم ہے (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ)

حالانکہ امام بزارؒ کا مقصد یہ ہے کہ ابن ابی حسین کے طریق سے اس روایت کو بیان کرنا دوسرے طریق کی بنسبت بہتر ہے لیکن متصل یہ بھی نہیں بلکہ منقطع ہے جب کہ امام بیہقیؒ مسند احمد ص۸۲ ج۴ کی منقطع سند سلیمن بن

موسیٰ عن جبیرؓ بن مطعم والی کو بہتر خیال کرتے ہیں بنسبت دوسری سندوں کے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں ھذا ھو الصحیح وھو مرسل (سنن کبریٰ ص ۲۹۵/۹۷) اس سند سے اس روایت کو بیان کرنا بہتر ہے حالانکہ یہ منقطع ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیہقیؒ کے ہاں یہ روایت منقطع ہے اس کو متصل بیان کرنا درست نہیں ہے۔ نیز بیہقیؒ کا فیصلہ اس روایت کے بارے میں عنقریب پیش کر دیا جائے گا ذرا انتظار کریں۔

دوسرا شاگرد

اثری صاحب نے عمرو بن دینار بتایا ہے حالانکہ اس کی حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ملاقات ہی ثابت نہیں شاگرد کیسے نیز اس سند سے یہ روایت بھی جھوٹی و من گھڑت ہے فلہذا قابل التفات نہیں۔

تیسرا شاگرد

نافع بن جبیر حضرت جبیرؓ کے لڑکے ہیں واقعی شاگرد ہیں لیکن نافع بن جبیر کا نام صرف سوید بن عبدالعزیز بڑھاتا ہے اور سوید بن عبدالعزیز سخت ضعیف قسم کا راوی ہے بلکہ متروک الحدیث ہے۔ امام بیہقیؒ اسکی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں وھو ضعیف عند بعض اھل النقل عن سعید (السنن الکبریٰ ص ۲۹۶/۹) ۔ اور یہ سوید ضعیف ہے بعض محدثین کے ہاں سعید بن عبدالعزیزؒ سے روایت کرتے ہیں۔

یاد رہے یہ روایت بھی سوید بن عبدالعزیز اپنے استاد سعید بن عبدالعزیزؒ سے روایت کرتا ہے۔

نیز امام بیہقی فرماتے ہیں وَهٰذَا غَيْرُ قَوِيٍّ (السنن الکبریٰ ص ۲۳۹/ج ۷)
سوید بن عبد العزیز والی یہ روایت قوی نہیں ہے۔ امام بیہقیؒ اس
سوید بن عبد العزیز والی سند سے روایت کردہ روایت کو بار بار ضعیف
قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ خود اثری صاحب بھی اس کو ضعیف تسلیم کرتے
ہیں۔ لکھتے ہیں "یہ سند تو ہم نے تائیداً پیش کی ہے جس پر کسی کو اعتراض کا حق
نہیں ہے (امام قربانی ص ۷۱)۔
فلہٰذا کسی سند سے بھی یہ روایت متصل ثابت نہیں ہو سکی۔ (وللہ الحمد)

سوال نمبر ۳

حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں:
"حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (وفات ۸۵۲ھ) نے فرمایا کہ و رجالہ ثقات
کہ اس حدیث کے راوی صحیح و قابل استدلال ہیں (فتح الباری ص ۸/ج ۱۰) امام قربانی ص ۷۴

الجواب

اثری صاحب نے حافظ صاحبؒ کی پوری بات نقل نہیں کی۔ راقم الحروف
ان کی پوری عبارت نقل کرتا ہے:

اخرجہ احمد لکن	اس حدیث کو امام احمدؒ نے
فی سندہ انقطاع	اپنے مسند میں روایت کیا ہے
ووصلہ الدارقطنی	لیکن سند میں انقطاع ہے اور
ورجالہ ثقات۔	دارقطنی نے متصل بیان کیا ہے
(فتح الباری)	اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حافظ صاحبؒ نے دارقطنی کی سند کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے اس کا
جواب بہتر تو یہی ہے کہ حافظ صاحبؒ خود ہی اپنی بعد والی تصنیف میں اس کی

تردید فرما دیں تاکہ نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور ہمارا مقصد مفت میں حاصل ہو جائے لیجئے جناب ملاحظہ کریں حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں :

واخرجه الدارقطني	اور اس روایت کو امام دارقطنیؒ
من وجهين آخرين	نے دو متصل سندوں سے
موصولين فيهما ضعف	روایت کیا ہے لیکن دونوں
(الدرایہ ص ۲۱۵ ج ۲)	سندوں میں ضعف ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے خود اقرار کر لیا ہے کہ دارقطنی کی سند کے راوی ثقہ نہیں ہیں۔ اب دو سندیں دارقطنی میں کون سی ہیں۔ ایک سند تو عمرو بن دینار والی ہے جس میں احمد بن عیسی الخشاب الکذاب جھوٹی حدیثیں بنانے والا واقع ہے اور خیبر سے عمرو بن دینار کا سماع حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ثابت نہیں۔ اس سند میں کئی راوی متکلم فیہ واقع ہیں۔ مگر حافظ صاحبؒ اس کو متصل مان رہے ہیں اور ضعف (کمزوری) بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ روایت نہ تو متصل ہے نہ صرف ضعیف ہے بلکہ جھوٹی و من گھڑت ہے (خدا تعالیٰ ان کو معاف فرمائے آمین) باقی نافع بن جبیر والی سند تو یہ بھی دراصل منقطع ہے نافعؒ کا واسطہ درمیان میں صرف سوید بن عبد العزیز اپنے حافظہ کی خرابی کی بنا پر بڑھاتا ہے۔

چنانچہ امام بزارؒ فرماتے ہیں :

قال البزار لا نعلم	کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے
قال فيه عن نافع بن	اس سند میں نافع بن جبیر کا
جبير عن ابيه	واسطہ بڑھایا ہو سوا سوید
الا سويد بن عبد العزيز	بن عبد العزیز کے اور

وهو ليس بالحافظ	یادداشت والا نہیں اور اس
ولا يحتج به اذا انفرد	کی حدیث سے حجت نہیں
(نصب الرایہ ج ۴ ص ۲۱۳)۔	پکڑی جا سکتی جبکہ یہ اکیلا ہو۔

سوید بن عبد العزیز اس سند میں نافع بن جبیر کا واسطہ بڑھاتا ہے احادیث کے الفاظ اور سندوں میں اضافے کرنا اس کا معمول تھا گو یہ حافظہ کی خرابی کی بنا پر تھا یہ راوی کیسا ہے اس کے متعلق محدثین کرامؒ کیا فرماتے ہیں ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

امام[1] احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ امام[2] یحیی بن معین فرماتے ہیں ثقہ نہیں لیس بشیئ ہے ضعیف ہے قربانی کے مسئلہ میں اس کی روایت قبول کرنا ناجائز ہے (یاد رہے یہ روایت بھی قربانی کے متعلق ہے جس کو قبول کرنا امام یحیی بن معینؒ کے ہاں حرام ہے)

ابن[3] سعدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی روایتیں اوپری ہیں۔

امام[4] بخاریؒ فرماتے ہیں اس کی حدیث میں اوپری چیزیں واقع ہو گئی ہیں جن پر امام احمدؒ نے انکار کیا اور اس کی حدیث میں ایسی نظر ہے جو برداشت کے قابل نہیں۔

امام[5] نسائیؒ فرماتے ہیں ثقہ نہیں ضعیف ہے۔

یعقوب[6] بن سفیانؒ فرماتے ہیں مستور ہے اس کی حدیث میں کمزوری ہے یہ ضعیف الحدیث ہے۔

امام[7] ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ نرم حدیث والا ہے اس کی حدیث میں نظر ہے

امام[8] ترمذیؒ فرماتے ہیں حدیث میں بہت غلطی کرنے والا ہے۔

امام[9] حاکم ابو احمدؒ فرماتے ہیں مضبوط نہیں۔

محدث خلال[۱۲] فرماتے ہیں ضعیف ہے

محدث بزار[۱۱] کا فیصلہ گزر چکا ہے

ابن حبان اس کو سخت قسم کا ضعیف راوی قرار دیتے ہیں (دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۲۷۶ ج ۴ نا ص ۲۷۷ ۔

حافظ[۱۳] ابن حجر فرماتے ہیں وَهُوَ وَاهٍ (الدرایہ ص ۱۴۵ ج ۱) اور وہ ضعیف ہے نیز فرماتے ہیں نرم حدیث والا ہے (تقریب التہذیب ص ۱۴۰)

مولانا ارشاد الحق اثری اس پر ملائے لگا کر تقریب کے آخر ص ۲۸۶ التعقیب علی التقریب میں لکھتے ہیں ۔ جمہور نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے حتیٰ کہ امام احمد کے ہاں متروک الحدیث ہے اور ابن حصین (صحیح ابن معین ہے ڈیروی) اور نسائی فرماتے ہیں کہ ثقہ نہیں ہے امام بخاری فرماتے ہیں اس میں ایسی نظر ہے جو قابل برداشت نہیں ۔

علامہ[۱۴] ذہبی فرماتے ہیں سخت ضعیف ہے اور

علامہ[۱۵] ہیثمی مجمع الزوائد ص ۱۶۱ ج ۱ میں فرماتے ہیں کہ متروک الحدیث ہے ۔

حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں حافظ ابن حجر کی تحقیق کے مطابق ایک دو اماموں نے اسے ثقہ بھی کہا ہے گو اکثریت اس کے ضعف کی قائل ہے

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ عثمان دارمی نے دحیم سے اس کی ثقاہت نقل کی ہے نیز فرمایا کہ وہ احادیث بیان کرنے میں غلطی کر جاتا تھا علی بن حجر کا بیان ہے کہ ھشیم (صحیح ھشیم ہے ڈیروی) ان کی تعریف کیا کرتے تھے (تہذیب ص ۲۷۶ ج ۴) (ایام قربانی ص ۱۷ ۔

الجواب

محدث دحیم نے ثقاہت کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ احادیث

کے بیان کرنے میں غلطی کرتا تھا۔ تو غلط باتوں کی وجہ سے بھی تائید نہیں کرتے تو ان کی توثیق کا سوید بن عبدالعزیز یا غیر مقلدین کو کیا فائدہ حاصل ہوگا باقی ہشیمؒ کا ان کی تعریف بیان کرنا کس لحاظ سے ہے شاید سوید عبادت گزار ہو گا رات کو تہجد پڑھتا ہوگا اس لحاظ سے اگر اس کی تعریف کر دی جائے تو کیا سوید بن عبدالعزیز حدیث میں ثقہ سمجھا جائے گا۔ اثری صاحب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا دے رہے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)۔

سوال نمبر ۴

حافظ ابن قیمؒ کا گرچہ اس روایت کے بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ یہ بالکل منقطع ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ دوسری سند یعنی اسامۃ بن زید عن عطاء عن جابر کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ اسامہ اہل مدینہ کے ہاں ثقہ اور مامون ہے فلہذا یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں (زاد المعاد ص۲۴۶ بحوالہ ایام قربانی ص۱۲)

الجواب

اللہ تعالیٰ حافظ ابن قیمؒ کو معاف فرمائے ایسی کوئی روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی جو اسامہ بن زید عن عطاء عن جابرؓ کی سند سے چار دنوں کی قربانی کے سلسلہ میں مروی ہو حافظ ابن قیمؒ کو دراصل السنن الکبریٰ للبیہقی ص۲۳۹ ج۵ کی اس روایت سے دھوکہ لگا ہے۔

اسامۃ بن زید عن عطاء عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عرفۃ موقف وکل مزدلفۃ موقف ومنی کلها منحر وکل فجاج مکۃ طریق ومنحر۔ قال یعقوب اسامۃ بن زید عند اهل بلدۃ المدینۃ ثقۃ مأمون۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمام مقام عرفہ و مزدلفہ وقوف (قیام) کی جگہ ہے اور منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے اور مکہ مکرمہ کی تمام گھاٹیاں راستہ اور قربانی کی جگہ ہیں۔ یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں کہ اسامہ بن زید اہل مدینہ کے ہاں ثقہ اور مامون ہیں"۔

تو اس روایت میں مِنیٰ کُلُّھَا مَنْحَرٌ ہے جس کا معنی ہے کہ منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے جہاں بھی قربانی کر وادا ر ہو جائے گی۔ اس روایت سے حضرت ابن قیمؒ کو دھوکا لگا انہوں نے اس سے اَیَّامُ مِنیٰ کُلُّھَا مَنْحَرٌ (کہ تمام دن منیٰ کے یعنی ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳- قربانی کے دن ہیں) سمجھ لیا۔ حالانکہ حدیث کی تمام کتابوں میں اسامہ بن زید عن عطاء کی سند سے مِنیٰ کُلُّھَا مَنْحَرٌ (کہ منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے جہاں جی چاہے قربانی کرو) کے الفاظ تو ملتے ہیں مگر اَیَّامُ مِنیٰ کُلُّھَا مَنْحَرٌ (کہ تمام دن منیٰ کے قربانی کے دن ہیں) یہ الفاظ حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتے اسامہ بن زید کے کئی شاگرد ہیں۔

(۱) عبید اللہ بن موسیٰ یہ بھی اپنے اسناد اسامۃ بن زید عن عطاء عن جابرؓ کی سند سے مِنیٰ کُلُّھَا مَنْحَرٌ کے الفاظ نقل کرتا ہے دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۲۹ ج ۵ و سنن الدارمی ص ۳۸۴ ج ۱ م ۱۸۸۶۔

(۲) دوسرا شاگرد عثمانؒ بن عمر ہے یہ بھی اسی طرح نقل کرتا ہے۔ عثمن بن عمر ثنا اسامۃ عن عطاء عن جابرؓ (الیٰ) ومنیٰ کلھا منحر (مسند احمد ص ۳۲۶ ج ۳ کامل ابن عدی ص ۳۸۵ ج ۱)

(۳) تیسرا شاگرد حماد ابو اسامہؒ ہے وہ بھی یہی الفاظ نقل کرتا ہے (سنن ابوداؤد ص ۲۷۵ ج ۱ ابو اسامہ عن اسامۃ ابن زید عن عطاء

قال حدثني جابر بن عبد الله الخ۔

(۴) چوتھا شاگرد امام وکیعؒ ہے وہ بھی یہی الفاظ نقل کرتا ہے دکیع ثنا اسامۃ بن زید عن عطاء عن جابر (سنن ابن ماجہ ص۲۲۵)

اسامہ بن زید کے یہ چاروں شاگرد ثقہ ہیں وہ سب بالاتفاق منیٰ کلھا منحر کے الفاظ نقل کر رہے ہیں۔

(۵) پانچواں شاگرد عبد اللہ بن وہب ہے وہ اسامۃ بن زید عن عطاء الخ سے کل فجاج مکۃ طریق و منحر (مستدرک ص۴۶۱ ج۱) کے مختصر الفاظ نقل کرتا ہے۔

اگر بالفرض اسامہ بن زید کا کوئی ایسا شاگرد بھی ہو جس نے اپنے استاذ سے ایام منی کلھا منحر کے الفاظ نقل کئے ہوں تو وہ اس شاگرد کی یقیناً غلطی ہو گی لیکن ایسا کوئی شاگرد اسامہ بن زید کا حدیث کی کتابوں میں ان الفاظ کو نقل کرنے والا نہیں پایا گیا افسوس کا مقام ہے کہ غیر مقلدین حافظ ابن قیمؒ کے وھم سے اپنے مذہب کی تقویت حاصل کرنا چاہتے ہیں (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) البتہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وقال الدار قطنی	کہ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں
لما سمع یحی القطان	کہ جب امام یحیی القطانؒ نے
انہ حدث عن	یہ سُنا کہ اسامہ بن زید عن
عطاء عن جابر رفعہ	عطاء عن جابر (مرفوعاً) یہ
ایام منی کلھا منحر	حدیث بیان کرتا ہے کہ منیٰ
قال اشھد والی	کے ایام قربانی کے دن ہیں
قد ترکت حدیثہ	تو فرمایا گواہ ہو جاؤ میں نے

قال الدار قطنی فمن اجل هذا ترکه البخاری۔
(تهذیب التهذیب ص۲۰۹ ج۱)

اسامہ کی حدیث کو بالکل ترک کر دیا ہے دارقطنیؒ فرماتے ہیں اسی روایت کی بناء پر امام بخاری نے بھی اسامہ بن زید کی حدیث ترک کر دی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے ایام منیٰ کلہا منحر کے الفاظ نقل کیئے ہیں حالانکہ یہ بے چارے اسامہ بن زید پر الزام ہے اسامہ کے تمام شاگرد ان الفاظ کو روایت نہیں کرتے بلکہ وہ منیٰ کلہا منحر کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

چنانچہ کامل ابن عدی ص۳۸۵ ج۱ میں ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جب عثمنؒ بن عمر نے یحیٰ بن سعید القطانؒ کو اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی منیٰ کلہا منحر تو یحیٰ بن سعیدؒ نے اسامہ سے اس حدیث کی بناء پر حدیث لینا چھوڑ دیا تھا۔

اس صحیح سند سے منیٰ کلہا منحر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں پس حافظ ابن حجرؒ کا ایام منیٰ الخ کے الفاظ نقل کرنا درست نہیں۔ نیز حافظ صاحب خود لکھتے ہیں کہ ایام منیٰ کلہا منحر کے الفاظ غیر محفوظ ہیں دیکھئے تلخیص الجبیر ص۱۴۲ ج۲۔ اس سنن دارقطنی میں تو اسامہ بن زید کی سرے سے یہ روایت ہی موجود نہیں تو امام دارقطنیؒ نے یہ واقعہ کس کتاب میں ذکر کیا ہے آیا سند سے یہ واقعہ بیان کیا ہے یا تعلیقاً نقل کیا ہے پھر وہ سند ظاہر کی جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ سند جھوٹی و من گھڑت ہے یا کیسی ہے پھر اسامہ بن زید کا شاگرد دیکھا جائے کہ وہ کون ہے لیکن تاقیامت غیر مقلدین اس سند کے پیش کرنے سے عاجز رہیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)

نوٹ : امام یحیی القطانؒ اور امام بخاریؒ نے اسامہ بن زید کو اس غلط روایت کے بیان کرنے کی وجہ سے متروک الحدیث قرار دیا ہے اس میں اسامہ بن زید کی غلطی ان حضرات کے ہاں یہ ہے کہ عطاءؒ سے یہ روایت مرسلاً منقول ہے مگر اسامہ نے عطاءؒ کے بعد حضرت جابرؓ کا واسطہ بڑھا کر ارسال ختم کر دیا ہے دیکھئے سیر اعلام النبلاء ص۳۴۴ ج۶ لذھبیؒ ۔ ان حضرات کے علاوہ امام احمدؒ و امام نسائیؒ و امام ابو حاتمؒ کے ہاں بھی یہ اسامہ بن زید ضعیف ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ص۲۰۹ ج۱ ۔ اور بعض محدثین کرامؒ کے ہاں ثقہ ہے۔ لیکن اس بے چارے نے ایام منیٰ الخ کے الفاظ ہرگز نقل نہیں کیئے بلکہ منیٰ کلھا منحر کے الفاظ نقل کیئے ہیں جیسا کہ حدیث شریف کی معتبر کتابوں میں اس کی شہادت موجود ہے کَمَا مَرَّ ۔

سوال نمبر ۵

قاضی شوکانی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اس حدیث کو بغیر انقطاع کے ذکر کیا ہے (نیل الاوطار ص۱۴۲ ج۵ بحوالہ ایام قربانی ص۱۲)

مولانا محمد اعظم صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ لکھتے ہیں ، مجمع الزوائد میں ہے۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور مسند احمد کے راوی ثقہ ہیں (مسائل قربانی ص۲۸)

الجواب

قاضی شوکانی غیر مقلد کا بیان قابل وثوق نہیں ابن حبان کی سند منقطع ہے جیسا کہ دلائل سے اس کا بیان گذر چکا ہے اور علامہ ھیثمیؒ کا بیان بھی کچھ درست نہیں ہے۔ علامہ ھیثمیؒ نے انقطاع کا ذکر نہیں حالانکہ مسند احمد کی روایت بالاتفاق منقطع ہے دیکھئے بیہقی الدرایہ۔ تلخیص الحبیر۔ فتح الباری فتاوی علمائے حدیث وغیرھا

نیز حضرت جبیرؓ بن مطعم کی روایت کا اصل وار و مدار سلیمن بن موسیٰ دمشقی پر ہے اور اس کے حافظہ کی خرابی کی بناء پر اس روایت میں الفاظ غلط قسم کے نقل ہو گئے ہیں اور وہ غلط الفاظ یہ ہیں و کل ایام التشریق ذبح اور تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں ۔

سلیمن بن موسیٰ

سلیمن بن موسیٰ اس روایت کے بیان کرنے میں کئی اغلاط کا شکار ہوا ہے۔

غلطی نمبر۱

مختلف صحابہ کرامؓ سے ایام تشریق کے بارے میں روایات ذکر کی گئی ہیں مگر کسی روایت میں ذبح کا لفظ موجود نہیں مثلاً

(۱) حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع روایت میں ہے اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ طُعْمٍ (کہ تشریق کے ایام کھانے کے دن ہیں) دیکھئے موارد الظمآن ص ۲۴۸ و تفسیر ابن جریر ص ۲۰۴ ج ۲ اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ طُعْمٍ وَ ذِکْرُ اللّٰہِ (مسند احمد ص ۲۲۹ ج ۲)۔

(۲) حضرت نبیشۃ الھذلیؓ سے مرفوعاً مروی ہے اَیَّامُ التَّشْرِیْقِ اَیَّامُ اَکْلٍ وَ شُرْبٍ (صحیح مسلم ص ۳۶۰ ج ۱) کہ تشریق کے دن کھانے اور پینے کے دن ہیں۔

(۳) حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرتؓ اوسؓ بن الحدثان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ یہ اعلان کریں کہ مؤمن کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا اور ایام منیٰ ایام اکل و شرب (صحیح مسلم ص ۳۶۰ ج ۱) کہ منیٰ کے ایام کھانے پینے کے دن ہیں

(۵) حضرت عقبہؓ بن عامر سے مرفوعاً روایت ہے (جو حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے) کہ یوم عرفہ (نویں ذوالحج) اور یوم النحر (قربانی کا دن ۱۰ ذوالحجہ) اور ایام تشریق یہ ایام اکل و شرب (کھانے پینے کے دن ہیں) مسند احمد ص۱۵۲ ج۴ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں حَدِیثٌ صَحِیحٌ (تغلیق التعلیق ص۲۸۵ ج۲)۔

(۶) حضرت بشرؓ بن سحیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ وہ اعلان کریں مؤمن کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا اور یہ ایام تشریق ایام اکل و شرب ہیں (مسند احمد ص۴۱۵ ج۳ و داری ص۳۵۶ ج۱ و مسند طیالسی ص۱۸۴)۔

(۷) حضرت عبداللہ بن حذافہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا پس عبداللہ بن حذافہ نے ایام تشریق میں یہ اعلان کیا کہ خبردار یہ دن عید اور کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں (سنن الدارقطنی ص۲۱۲ ج۲ و مسند احمد ص۵۱۳ ج۲ و ص۵۲۵ ج۲)۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَصَلوٰةٍ فَلَا يَصُومُهَا أَحَدٌ (مسند بزار بحوالہ التلخیص الحبیر ص۱۹۷ ج۲) کہ تشریق کے دن کھانے پینے اور نماز پڑھنے کے دن ہیں پس ان میں روزہ نہ رکھو۔

(۹) حضرت بلالؓ اونٹ پر سوار ہو کر منیٰ کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ ان دنوں میں روزہ نہ رکھو فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ (یہ ایام کھانے پینے کے دن ہیں) حضرت بلالؓ کے اس اعلان کی گواہی حضرت حمزہ بن عمرو الاسلمی صحابیؓ دیتے ہیں

دیکھئے مسند احمد ص ۴۹۴ ج ۲ فلہذا اس حدیث کے راوی گویا دو صحابیؓ ہوئے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّهَا اَیَّامُ طَعْمٍ وَ ذِکْرٍ (مسند احمد ص ۳۹ ج ۲) کہ ایام تشریق کھانے اور ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(۱۱) حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی حدیث مسند احمد ص ۱۶۹ ج ۱ و ص ۱۷۴ میں اس طرح ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام منیٰ میں یہ حکم دیا کہ میں اعلان کروں اَنَّهَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَ شُرْبٍ فَلَا صَوْمَ فِیْهَا یَعْنِیْ اَیَّامَ التَّشْرِیْقِ (یعنی ایام التشریق کھانے پینے کے دن ہیں ان میں روزہ نہیں ہے)۔

(۱۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے اور فرمایا هِیَ اَیَّامُ اَکْلٍ وَ شُرْبٍ وَ ذِکْرِ اللّٰہِ (ابن جریر در منثور ص ۲۳۵ ج ۱) یہ دن کھانے اور پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(۱۳) ام مسعود بن الحکم الزرقی فرماتی ہیں گویا میں حضرت علی بن ابی طالب کی طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ سفید خچر پر شعب الانصار میں سوار تھے اور فرما رہے تھے اے لوگو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایام تشریق روزے کے دن نہیں یہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے دن ہیں (مستدرک ص ۴۳۴ ج ۱ تا ص ۴۳۵ وقال ہٰذا صحیح علی شرط مسلم ولیس کما قال لان فی سندہٖ ابن اسحٰق وَهُوَ مُتَّهَمٌ)

(۱۴) عمر بن خلدہ الانصاری اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایام تشریق میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ وہ اعلان کریں یہ دن کھانے پینے اور جماع کرنے کے دن ہیں (ابن ابی شیبہ در منثور صہ ۲۲۵ ج ۱)۔

راقم الحروف نے چند صحابہؓ سے احادیث بیان کر دی ہیں ان سب میں ذبح کا لفظ نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبیرؓ بن مطعم کی حدیث میں ذبح کے لفظ کا اضافہ محض سلیمن بن موسیٰ کی کاروائی کا نتیجہ ہے گویہ حافظہ کی خرابی کی بنا پر ہو سلیمن بن موسیٰ اس کاروائی میں اکیلا ہے اور کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔

غلطی نمبر ۲

سلیمن بن موسیٰ کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اسے حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ایام تشریق کے بارے میں روایت کر ڈالی حالانکہ حضرت جبیرؓ بن مطعم سے ایام تشریق کے بارے میں دوسرے کسی ذریعہ سے روایت نہیں ملتی جس میں ایام تشریق میں قربانی کا ذکر ہو۔

غلطی نمبر ۳

سلیمن بن موسیٰ اس روایت کے بیان کرنے میں اضطراب کا شکار ہوا ہے۔ کبھی سلیمن بن موسیٰ اس روایت کو براہ راست حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت کرتا ہے (مسند احمد و بیہقی) حالانکہ حضرت جبیرؓ اس کی پیدائش سے بھی بہت پہلے فوت ہو چکے تھے ان کی وفات ۵۶ھ یا ۵۷ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی ہے کمامر جبکہ سلیمن بن موسیٰ کی وفات ۱۱۹ھ میں ہوئی ہے کبھی سلیمن بن موسیٰ اس روایت کو عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم کے طریق سے روایت کرتا ہے جبکہ عبد الرحمن بن ابی حسین

ایک مجہول قسم کا آدمی ہے نہ اس کی ولادت معلوم ہے نہ وفات معلوم ہے نہ اس کے دیگر حالات معلوم ہیں پھر خیر سے وہ بھی حضرت جبیرؓ سے شرف ملاقات حاصل نہیں کر سکا کبھی نافعؒ کے واسطے سے حضرت جبیرؓ سے روایت کرتا ہے لیکن یہ غلطیؒ امام بزارؒ وغیرہ کے ہاں سوید بن عبدالعزیز سے ہوئی ہے کہ اس نے نافع بن جبیر کا واسطہ بڑھا دیا ہے اس غلطی کا اصل مجرم سوید ہے۔ کبھی عمرو بن دینارؒ کا واسطہ بڑھا دیتا ہے (دارقطنی وبیہقی) اضطراب سند بالاتفاق محدثین کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے اسی طرح اس کے متن میں بھی اضطراب ہے کبھی تو سلیمن بن موسیٰ کل ایام التشریق ذبح کہتا ہے لیکن کبھی بالکل اس کا نام ہی نہیں لیتا اور یوں روایت بیان کرتا ہے

سلیمن بن موسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عرفات موقف وارفعوا عن بطن عرنۃ والمزدلفۃ کلہا موقف وارفعوا عن بطن محسر (محلی ابن حزم ص۲۱۵ الجزء السابع مسئلہ ۹۸۲)

اس روایت میں کل ایام التشریق ذبح کے الفاظ مفقود ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ بے چارہ اس روایت کے بیان کرنے میں بار بار اضطراب کا شکار ہو رہا ہے۔

غلطی نمبر۴

کل ایام التشریق ذبح (کہ تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں) غیر مقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ ۱۱-۱۲-۱۳ ایام تشریق ہیں جیسا کہ حافظ الیاس صاحب اثری نے اپنے رسالہ میں اس پر کئی حوالے پیش کئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ قربانی گیارہ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے حالانکہ اصل

قربانی کا دن دس ذوالحجہ ہے جس کو یَوْمُ النَّحْرُ کہا جاتا ہے اور اسی دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قربانی کرتے رہے تو سلیمن بن موسیٰ کی روایت جراعلیٰ درجہ کی ضعیف ہے صحیح حدیثوں اور مسلمانوں کے عمل کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

سلیمن بن موسیٰ محدثین کرامؒ کی نظر میں

امام بخاریؒ فرماتے ہیں عِنْدَہٗ مَنَاکِیْرُ (تھذیب التھذیب ص ۲۲۷/۴ وکتاب الضعفاء الصغیر بخاریؒ ص ۲۶۲ مع التاریخ الصغیر) کہ سلیمن بن موسیٰ کے پاس ضعیف قسم کی حدیثیں ہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی فی الحدیث (حدیث میں قوی نہیں ہے) نیز فرماتے ہیں فی حدیثہ شئی (اس کی حدیث میں کچھ خرابی ہے (تہذیب التہذیب ص ۲۲۷/۴) امام نسائیؒ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۹۲ میں لکھتے ہیں۔

سلیمن بن موسیٰ الدمشقی احد الفقہاء لیس بالقوی فی الحدیث۔ سلیمن بن موسیٰ حدیث میں ثقہ نہیں ہے۔

امام ابوداؤدؒ کے ہاں سلیمن بن موسیٰ کی بعض حدیثیں مُنْکَرْ (اوپری اور ضعیف) ہیں بانسری والی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

قال ابوداؤد ھذا حدیث منکرٌ (ابوداؤد ص ۳۶۶/۲ج)۔

ابوداؤدؒ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے علامہ ذہبیؒ بھی میزان الاعتدال ص ۲۲۶/۲ج میں اس کا ذکر یوں فرمایا ہے ولہٗ عن نافع عن ابن عمرؓ حدیث زمارۃ الراعی (اس سلیمن بن موسیٰ کی نافع عن ابن عمرؓ سے چرواہے کی

بالسری کی روایت ہے)۔

امام ترمذیؒ کے ہاں سلیمن بن موسیٰ کی بعض روایتیں صحیح نہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

اذا طلع الفجر فقد ذهب	جب طلوع فجر ہو جائے تو
کل صلوٰۃ اللیل والوتر	رات کی نماز اور وتروں کا
فاوتروا قبل طلوع الفجر	وقت ختم ہو گیا ہے طلوع فجر
قال ابو عیسیٰ وسلیمن	سے پہلے وتر پڑھا کرو
بن موسیٰ قد تفرد به	ابو عیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں
علی هذا اللفظ وروی	کہ سلیمن بن موسیٰ ان الفاظ
عن النبی صلی اللہ علیه	کے بیان کرنے میں اکیلا ہے
وسلم قال لا وتر بعد	اصل حدیث یوں ہے صبح
صلوٰۃ الصبح وهو قول	کی نماز کے بعد وتر نہیں اور یہی
غیر واحد من اهل	بے شمار اہل علم کا قول ہے۔

العلم (ترمذی ص۹۳ ج۱ باب ما جاء فی مبادرۃ الصبح بالوتر)

سلیمن بن موسیٰ پر جرح کرنے والے یہ چاروں حضرات صحاح ستہ کے اساطین میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

امام[۵] ابو حاتمؒ فرماتے ہیں محل اس کا سچائی کا ہے اور اس کی بعض حدیثوں میں اضطراب (گڑبڑ) ہے (تہذیب ص۲۲۶ ج۴)

امام[۶] علی بن المدینیؒ (شیخ البخاریؒ) فرماتے ہیں: وکان خولط قبل موته بیسیر (تهذیب ص۲۲۷ ج۴) کہ موت سے کچھ مدت پہلے اس کے حافظہ میں اختلاط (حدیث کا رل مل جانا) واقع ہو گیا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

صدوق فقیہ فی حدیثہ	سچا ہے فقیہ ہے اس کی حدیث
بعض لین وخولط	میں کچھ کمزوری ہے اور اس
قبل موتہ بقلیل ۔	پر حدیث رَل مل گئی تھی موت
(تقریب ص۱۳۶)	سے تھوڑی مدت پہلے ۔

بعض سلیمن بن موسیٰ کو ثقہ کہتے ہیں لیکن اثری صاحب کا اس قسم کے راوی کے بارے میں فیصلہ یہ ہے ۔ یہ ٹھیک ہے مگر پھر بھی یہ راوی متکلم فیہ اور متفقہ علیہ تو ہوا ہر لحاظ سے تو قابل استدلال نہ ہوا (ایام قربانی ص۲۷)

سلیمن بن موسیٰ سے اس حدیث کا راوی سعید بن عبدالعزیز التنوخی ہے جس کی ولادت ۹۰ھ میں اور وفات ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں ہے (تہذیب ص۶۰ ج۴) یہ سلیمن بن موسیٰ کے متقدمین شاگردوں میں سے نہیں ہے پس ممکن ہے اس نے سلیمن بن موسیٰ سے حالت اختلاط میں سُنا ہو پس اس روایت میں ایک اور خرابی اور ضعف پیدا ہو گیا ہے پس ایسی حدیث مردود ہوتی ہے ۔ ایک شاگرد سلیمن بن موسیٰ کا ابو معید بھی ہے مگر وہ سند من گھڑت ہے ۔

سعید بن عبدالعزیز

اس راوی کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا اس سے روایت کرنے والے شاگرد قدیم السماع نہیں فلہذا اس وجہ سے بھی یہ روایت مردود ہے ۔ علامہ البانی غیر مقلد لکھتے ہیں (ایک حدیث کی تحقیق میں)

سعید بن عبد العزیز	سعید بن عبدالعزیز اگرچہ

وان كان على شرط مسلم فقد اختلط في آخر عمره كما في التقريب ولا ندري أحدث قبل الاختلاط أم بعده۔
(سلسلة الاحاديث الصحيحة ص۴۵۸ ج۱)

مسلم کی شرط پر ہے پس بے شک آخری عمر میں اس کے حافظہ میں اختلاط واقع ہو گیا تھا جیسا کہ تقریب التہذیب میں ہے اور ہم نہیں جانتے کہ یہ حدیث اس نے اختلاط سے پہلے روایت کی ہے یا بعد میں۔

امام بیہقیؒ کا فیصلہ

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

وقد قال ابو اسحٰق الشيرازي رحمه الله في الشرح روي في بعض الاخبار الاضحية الى رأس المحرم فان صح ذالك فالامر يتسع فيه الى غرة المحرم وان لم يصح فالخبر الصحيح ايام منىٰ ايام

کہ ابو اسحٰق شیرازی رحمۃ اللہ نے اپنی شرح میں کہا ہے کہ بعض روایتوں میں قربانی ماہ محرم تک کرنے کی اجازت مروی ہے پس اگر یہ روایت صحیح ہو تو محرم کے چاند نظر آنے تک قربانی کرنا درست ہو گا ورنہ صحیح روایت میں ہے منیٰ کے ایام قربانی کے دن ہیں اور اسی روایت پر

نحر وعلی هذا بنی الشافعی رحمه الله قال الشیخ فی کلاهما نظرٌ هذا الارسال و ما مضی لاختلاف الرواة فیه علی سلیمن بن موسیٰ و حدیث سلیمان بن موسیٰ اولاهما ان یقال به والله اعلم۔

(السنن الکبری ص ۲۹۸/۹)

امام شافعیؒ نے اپنے مسلک کی بنیاد رکھی ہے شیخ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں خرابی ہے (یعنی دونوں صحیح نہیں) محرم تک والی مرسل روایت ہے اور گذشتہ روایت ایام تشریق میں قربانی کرنا اس میں راویوں کا سلیمن بن موسیٰ پر اختلاف ہے یعنی اضطراب ہے ان دونوں میں سے سلیمن بن موسیٰ کی روایت بہتر ہے کہ اس پر عمل کیا جائے (واللہ اعلم)

امام بیہقیؒ نے روایت کی حقیقت واضح فرمادی ہے اور آخر میں واللہ اعلم کہہ کر اشارہ کر دیا ہے کہ دل کا اطمینان حاصل نہیں ہو رہا۔

مگر غیر مقلدین حضرات امام بیہقیؒ کی اس جرح کو کبھی پیش ہی نہیں کرتے جو بہت بڑی بد دیانتی اور خیانت ہے جبکہ ظالم اثری صاحب امام بیہقیؒ کی طرف اس روایت کی صحت کی نسبت کرتا ہے۔

(دیکھئے ایام قربانی ص ۱۲)۔

امام بزارؒ کا فیصلہ

امام بزارؒ فرماتے ہیں:

وحدیث ابن ابی	کہ حدیث ابن ابی حسین کے
حسین ھو الصواب مع	طریق سے بیان کرنا درست
ان ابن ابی حسینٍ	ہے باوجودیکہ اس کی ملاقات
لم یلق جبیر بن	حضرت جبیرؓ بن مطعم سے نہیں
مطعم وانما ذکرنا	اس حدیث کو ہم نے صرف
ھذا الحدیث لانا	اس لیے ذکر کیا ہے کہ اس
لاتحفظ عن رسول	کے سوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ	وسلم سے ایام تشریق میں
وسلم فی کل ایام	قربانی کرنے کی کوئی روایت
التشریق ذبحٌ الا فی	ہمیں یاد نہیں پس اس طرح
ھذا الحدیث	ہم نے اس کو ذکر کرکے اس
لکن الک ذکرناہُ وبینا	کی علت (خرابی) بھی ساتھ
العلۃ فیہ۔	ساتھ بیان کر دی ہے۔

(بحوالہ نصب الرایہ ص $\frac{61}{3}$)۔

علامہ ابن ترکمانیؒ کا تبصرہ

علامہ ابن ترکمانیؒ فرماتے ہیں:

قلت سلیمن ھذا متکلمٌ	میں کہتا ہوں کہ سلیمن بن موسیٰ

فیہ وجہ یشبہ ھذا	راوی مجروح ہے اور اس کی یہ
اضطرب اضطرابا کثیرا	حدیث سخت اضطراب کا
بینہ صاحب الاستذکار	شکار ہے جس کا مکمل طور پر
وبین البیہقی	حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ نے
بعضہ فی ھذا	کتاب الاستذکار میں بیان
الباب۔	کیا ہے اور کچھ اضطراب کا ذکر
(الجوھر النقی مع	اس باب میں امام بیہقیؒ نے
البیہقی ص۲۹۶ ج۹)	بھی بیان کیا ہے۔

قارئین کرام! سلیمن بن موسیٰ کی اس غلط روایت پر تبصرہ ان محدثین کرامؒ کا آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے ابھی کچھ تبصرہ باقی ہے جو دلیل نمبر۲ کے جواب کے تحت آرہا ہے۔

دلیل نمبر۲

حافظ محمد الیاس صاحب نے اپنے اجتہاد و محنت سے دوسری دلیل بھی تلاش کر لی ہے۔ گویا کہ دوسرے غیر مقلد علماء اس دلیل سے غافل تھے اثری صاحب السنن الکبری ص۲۹۶ ج۹ کے حوالہ سے یوں نقل کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غفار کے ایک آدمی سے کہا اٹھ کر اعلان کرکہ جنت میں صرف مؤمن جائے گا اور وہ کھانے پینے کے دن ہیں یعنی منیٰ کے دن۔ سلیمن بن موسیٰ نے ذبح کا لفظ زائد کیا ہے یعنی ایام منیٰ ایام ذبح۔ یہ ابن جریج نے کہا ہے۔ (ایام قربانی ص۲۱)

الجواب

ابن جریج نے یہ حدیث کہ ایام منیٰ کھانے پینے کے دن ہیں اپنے

استاد عمرو بن دینار سے نقل کی ہے اور پہلے ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس قسم کے مضمون کی حدیث کئی صحابہ کرامؓ سے مروی ہے چودہ صحابہؓ سے ہم اس کتاب کے اندر ذکر کر چکے ہیں اور یہ قبیلہ بنی غفار کے صحابیؓ بھی اس کو بیان کر رہے ہیں تو اس طرح تعداد پندرہ ہو گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل حدیث یہی ہے لیکن سلیمن بن موسیٰ غلطی سے اس میں ذبح کے لفظ بڑھاتا ہے اور اسی بات کو محدث ابن جریجؒ بیان کر رہے ہیں چنانچہ اصل الفاظ ابن جریجؒ کے یوں ہیں زاد سلیمن بن موسیٰ و ذبح یقول ایام ذبح ابن جریج یقولہٗ (بیہقی)

سلیمن بن موسیٰ نے ذبح کا لفظ بڑھا دیا ہے یہ اپنی روایت ایام ذبح کے الفاظ سے روایت کرتا ہے یہ بات سلیمن بن موسیٰ کے بارے میں ابن جریج کہہ رہے ہیں۔

قارئین کرام ابن جریجؒ سلیمن بن موسیٰ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ وہ ذبح کا لفظ اپنی طرف سے زائد کرتا ہے جب کہ اصل حدیث اس طرح نہیں مگر اثری صاحب اس کو اپنی دوسری دلیل بنا کر پیش کر رہے ہیں بہت خوب۔

ع عقل نبود تو لد چہ سود

ایک دفعہ ابن جریجؒ نے سلیمن بن موسیٰ سے یہ حدیث سنی لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ (وارث کے بغیر نکاح درست نہیں) سلیمن بن موسیٰ اس حدیث کو امام زہریؒ سے بیان کرتا تھا تو ابن جریج کے دل میں خیال آیا کہ امام زہریؒ سے دریافت کروں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

فلقیت الزہری فسألتہ عن ھذا الحدیث فلم یعرفہ (مسند احمد ص ۴۷/۶)۔

پس میں خود امام زہریؒ کو ملا پس ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو وہ اس حدیث کو نہ پہچان سکے (یعنی انہیں اس حدیث کا علم ہی نہیں تھا)

کامل ابن عدی میں سلیمن بن موسیٰ کے ترجمہ میں یہ الفاظ زائد ہیں فقلت له ان سلیمن بن موسیٰ حدثنا عنك قال فاثنیٰ علیٰ سلیمان خیراً و قال اخشیٰ ان یکون وھم علی (بحوالہ نصب الرایہ ص ۱۸۵ ج ۲)۔

ابن جریجؒ فرماتے ہیں پس میں نے امام زہریؒ کو کہا کہ سلیمن بن موسیٰ آپ سے یہ روایت بیان کرتا ہے پس امام زہریؒ نے سلیمن بن موسیٰ کی تعریف کی اور فرمایا کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ سلیمن بن موسیٰ بھول کر میرے ذمہ یہ حدیث لگاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے بھی التاریخ الصغیر ص ۱۳۸ میں مسند احمد والے الفاظ ابن جریجؒ کے نقل کر کے مزید یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

قال ابن جریج وکان سلیمن بن موسیٰ یعنی فی الفضل وعندہ احادیث عجائب۔

ابن جریج فرماتے ہیں سلیمن بن موسیٰ صاحب فضیلت شخص ہے لیکن اس کے پاس عجیب وغریب قسم کی روایتیں ہوتی ہیں (یعنی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہوتا ہے نہ کانوں سے سنا ہوتا ہے)۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ ابن جریجؒ سلیمن بن موسیٰ کی بزرگی ماننے کے باوجود اس کی منفرد روایت کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس معاملہ میں ان پر اعتماد نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ ابن جریجؒ کا پہلے سلیمن بن موسیٰ پر اعتماد تھا تو وہ یہ روایت لا نکاح الا بولی اپنے شاگردوں کو بتا چکے تھے اس لیے ان کے شاگرد اس روایت کو ابن جریج عن سلیمن بن موسیٰ عن الزہری کے طریق سے بیان کرتے ہیں لیکن جب امام زہریؒ سے ملاقات ہوئی اور

اس روایت کے بارے میں حقیقت حال معلوم ہوئی تو پھر اس روایت کو بیان کر کے اصل حقیقت بھی ظاہر فرما دیتے تھے اور یہ روایت مع جرح کے ابن جریجؒ کے ایک لائق پختہ ثقہ قابل اعتماد شاگرد محدث اسماعیل بن ابراہیم المعروف بابن علیہ روایت کرتے ہیں۔

دوسری بات

لا نکاح الا بولی یہ روایت سلیمن بن موسیٰ کی عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃؓ کے طریق سے مروی ہے اگر یہ روایت درست ہوتی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی روایت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حفصہ بنت عبدالرحمٰنؓ کا نکاح منذر بن زبیرؓ سے نہ کرتیں جب کہ عبدالرحمٰن موجود نہ تھا وہ ملک شام گیا ہوا تھا (دیکھئے مؤطا مالک ص۲۰۱)۔

وارث باپ موجود نہیں مگر حضرت عائشہؓ وارث کی عدم موجودگی میں نکاح کرا رہی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ سلیمن بن موسیٰ کی روایت میں گڑبڑ ضرور ہوتی ہے جس میں وہ منفرد ہوتا ہے لیکن غیر مقلدین حضرات کو سلیمن بن موسیٰ کی اندھی تقلید کر کے ان کی روایت پر اعتماد کرنا ہی پڑے گا کیونکہ اس کے سوا ان بلے چاروں کا اور کوئی سہارا ہی نہیں کیا کریں مجبور ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایام قربانی (یعنی قربانی کتنے دن تک جائز ہے) کے بارے میں بحث مکمل ہو گئی ہے غیر مقلدین حضرات کے مکر وفریب کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے۔

قارئین کرام پڑھ کر فیصلہ کریں۔ کہ آیا غیر مقلدین حضرات کا دسویں ذوالحجہ کے دن قربانی کے دن قربانی کو چھوڑ کر (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی دائمی سنت ہے) تیرھویں ذوالحجہ کو قربانی کرنا سنت پر عمل کرنا مقصد ہے یا سنت کی مخالفت کر کے محض اختلاف ڈالنا اور شرارت کرنا مقصد ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی غفرلہ
۴ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ / ۲۷ جولائی ۱۹۹۰ء

(بقیہ لطیفہ)

ایام التشریق کلھا ذبح (دار قطنی ص ۲۸۴ ج ۲)

ترجمہ: جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمام ایام تشریق میں ذبیحہ (قربانی) کرنا جائز ہے (ایام قربانی ص ۵)

مطعم جو کافر تھا اور حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جنگ بدر میں مردار ہوا اس کو مولوی البشیر الرحمٰن نے صحابی بنا دیا ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) اور دار قطنی دیکھے بغیر حوالہ نقل کر دیا ہے، حالانکہ دار قطنی میں مطعم کی کوئی روایت نہیں وہ سند یوں ہے۔ عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ سے مراد جبیر ہیں یہ اس مطعم کے بیٹے ہیں۔ پہلے یہ بھی کافر تھے اس نے اپنے غلام وحشی کو کہا تھا کہ اگر تو میرے باپ کا بدلہ جنگ اُحد میں حضرت حمزہؓ سے چکا دے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ بعد میں یہ جبیر صحابی بن گئے۔

تالیفات حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی عفی عنہ

(۱) نور الصباح فی ترک رفع الیدین
بعد الافتتاح ۔ قیمت ۲۶ روپے

(۲) نور الصباح حصہ دوم
قیمت روپے
اس میں ارشاد الحق اثری کے رسالہ کا جواب ہے اور حکیم محمود کے رسالہ شمس الضحیٰ کا جواب ہے
۱۰۰ صفحات کتابت ہو چکے ہیں عنقریب مکمل ہو جائے گی (انشاء اللہ تعالیٰ)
اس لیے پہلی نور الصباح کو حصہ اول تصور کیا جاتے ۔

(۳) قہر حق بر صاحب ندائے حق
(حصہ اول) قیمت ۴۰ روپے
یہ وہ کتاب ہے جس نے ندائے حق کی اشاعت کو بند کر دیا ہے اور مصنف نیلوی نے قہر حق کے جواب نہ لکھنے کی تحریری طور پر اپنی عاجزی و معذرت ظاہر کی ہے ۔

(۴) اظہار التحسین فی اخفاء التامین
قیمت ۱۵ روپے

(۵) کوا حلال ہے بریلوی حضرات کا فتوےٰ مع اضافات جدیدہ عجیبہ
قیمت ۶ روپے

(۶) نذر لغیر اللہ حرام ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ ۔ قیمت ایک روپے

(۷) حالات و کمالات اعلیٰحضرت بریلوی
حصہ اول (ختم ہوگئی ہے)

(۸) ہدایہ علماء کی عدالت میں
حصہ اول ۔ قیمت ۲۶ روپے

(۹) ضرب المسند علی القول المسند
مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم تاریخ کے آئینے میں ۔ عنقریب طبع ہو گی کتابت جاری ہے ۔

(۱۰) قربانی کے تین دن ہیں
قیمت ۱۵ روپے

(۱۱) بریلوی حقائق بجواب دیوبندی حقائق
زیر ترتیب

ناشر : مکتبہ امدادیہ معرفت مسلم دندان ساز کمشنری بازار ڈیرہ اسماعیل خاں ۔